عمران سیریز

44

ابنِ صفی



لوبولی لا









عمران سیریز نمبر 44

لوبولی لا

(پہلا حصہ)

پیشرس

عمران کا ناول "لو بولی لا" حاضر ہے تاخیر کی وجہ سے آپ بھی واقف ہوں گے۔ سستے اخباری کاغذ کے استعمال پر قومی دفاعی ضروریات کے تحت پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ دوسرے کاغذ اتنی زیادہ قیمت کے تھے کہ کتاب کی قیمت بھی لامحالہ بڑھانی پڑتی جو میں نہیں چاہتا تھا۔

اس دوران میں پڑھنے والوں کے بے شمار خطوط موصول ہوتے رہے ہیں۔ ان کا اصرار تھا کہ کتاب جلد از جلد شائع کی جائے! قیمتی کاغذ استعمال کرنا پڑے تو کتاب کی قیمت بھی بڑھا دی جائے انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ٹھیک ہے پچیس پچاس پیسوں کا اضافہ میرے پڑھنے والوں کو ہرگز نہ کھلتا... لیکن اس وقت ضرورت ہے کہ ہم کفایت شعار بنیں۔

اگر ہمیں ایک ایسی قوم بننا ہے جو دنیا کی بڑی سے بڑی قوت کے سامنے سرنگوں نہ ہو سکے تو ہمیں اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کرنا ہی پڑے گا اور موجودہ دور میں یہ "قوت بازو" ڈنڈ بیٹھک میں مضمر نہیں بلکہ اقتصادی استحکام سے حاصل ہوتی ہے اور اقتصادی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ہم کفایت شعاری سے کام لے کر قومی ضروریات کے لئے پیسہ بچائیں۔ لہٰذا اس مسئلے کو پچیس پچاس پیسوں

کے بے وقعت اضافے والے نکتہ نظر سے دیکھنے کی عادت ترک کیجئے! قوم کے ہر فرد کے بچائے ہوئے پچیس پیسے کسی بہت بڑی انڈسٹری کو جنم دے سکتے ہیں۔

اب آیئے کہانی کی طرف..... یہ ایک طویل کہانی ہے۔ "لوبولی لا" میں پیش کئے جانے والے کچھ اسرار منکشف ہو گئے ہیں!.... عمران مجرموں سے کس طرح نپٹتا ہے! یہ اگلی کہانی میں ملاحظہ فرمایئے گا....!

میں نہیں چاہتا کہ کوئی کہانی ایک سے زیادہ جلدوں تک پھیلے لیکن کیا کیا جائے بعض کہانیاں ہی مجھے مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کے سلسلے میں تفصیل سے کام لیا جائے۔

ابنِ صفی



وہ عمارت پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی.... لیکن بظاہر اس تک رسائی ناممکن تھی.... رسائی ناممکن تو پھر وہ عالم وجود میں کیسے آئی ہو گی....؟

جب غیر ملکی سیاح چکردار پہاڑی سڑک سے گذرتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے یہی سوال دہراتے تو جواب میں انہیں ایک لمبی کہانی سننی پڑتی.... اس عمارت کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے والے بھی ٹیکسی ڈرائیور ہی ہوتے۔ جیسے ہی ٹیکسی اس موڑ پر پہنچتی وہ کہتے!"دیکھئے صاحب.... یہ پہاڑ کسی مینار کی طرح سیدھا کھڑا ہے اور اس پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے.... آج تک کوئی بھی اس عمارت تک پہنچنے کا راستہ نہیں بنا سکا۔" سیاح وہیں ٹیکسی رکوا لیتے اور حیرت سے اس عمارت کو دیکھتے۔ پہاڑ چاروں طرف سے دیوار کی طرح سپاٹ نظر آتا اور وہ ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھتے۔"کیا اسے تمہارے ملک کے کسی قدیم جادوگر نے بنایا ہے....؟"

"نہیں صاحب....!" انہیں جواب ملتا۔ "یہ تو ادھر ہی کے پچیس تیس سال پہلے کی بات ہے" اس جواب کے ساتھ کہانی بھی شروع ہو جاتی۔

ایک انگریز تھا جو محض چار بیویاں رکھنے کے شوق میں مسلمان ہو گیا تھا.... نہ صرف مسلمان ہو گیا تھا بلکہ حقہ بھی پینے لگا تھا۔ البتہ ڈاڑھی نہیں رکھی تھی! کہتا تھا اگر ڈاڑھی رکھ لی تو لڑکیاں سمجھیں گی کہ مہندی کا خضاب لگاتا ہے۔ بہر حال چار شادیوں کے چکر میں اپنی وہ بیوی بھی گنوا بیٹھا جو مسلمان نہیں ہوئی تھی.... اب وہ سر پیٹ پیٹ کر ادھر اُدھر کہتا پھرتا یارو چار نہ سہی تین ہی سہی.... کچھ تو ہو لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رینگی.... پھر کچھ لوگوں نے اسے دعا تعویذ کے چکر میں پھنسا دیا! سوا روپے والے تعویذ سے لے کر پچاس روپے تک کے سینکڑوں تعویذ آزما ڈالے

ں کے سہروں کے پھول نہ کھلے! آخر ایک دن بیٹھا دعا تعویذ پر صرف کئے ہوئے پیسوں کا
کر رہا تھا کہ نیا گل کھلا.... انگریز ہی کی کھوپڑی تھی.... بات سے بات نکل آئی.... اس نے
دہی کیوں نہ دعا تعویذ کا دھندا شروع کر دے.... یہی ایک ایسا بزنس ہے جس پر کاغذ، قلم،
کے علاوہ اور کچھ نہیں صرف کرنا پڑتا.... بس پھر کیا تھا اس پہاڑ پر ایک عمارت بنوا ڈالی۔ اس
پہاڑ دوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ نہیں تھا! اور ایسا ہی تھا کہ اس کی چوٹی پر عمارت
ا سامان بہ آسانی پہنچایا جاسکتا تھا! عمارت تیار ہوگئی لوگ اسے آرتھر شاہ کا آستانہ کہتے
. بڑی شہرت ہوئی اس انگریز شاہ صاحب کی۔ خلقت ٹوٹ پڑی.... لوگ دور دور سے تعویذ
کے لئے آنے لگے.... اور پھر صاحب کچھ ہی دنوں کے بعد دوسری جنگ عظیم شروع
یہاں سے دو روایت ہو جاتی ہیں.... ایک کے مطابق تو یہ کسی جلے تن ساس کی بد دعا تھی
، اس پہاڑ کو غار میں تبدیل کر دیا کیونکہ شاہ صاحب نے بہو کے فیور میں کوئی تعویذ لکھ دیا
ں نے جلبلا کر شاہ صاحب کو بد دعا دی اور پہاڑ بیچ سے شق ہو کر زمین میں دھنس گیا۔ یہ غار
دیکھ رہے ہیں نا.... بہر حال اب یہ دوسرے پہاڑوں سے بالکل الگ ہو گیا ہے....
روائت کے مطابق وہ انگریز نہیں بلکہ ایک جرمن جاسوس تھا....! کسی راز کے افشاء
، کے ڈر سے اس نے اس پورے پہاڑ کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن
نہ اڑ سکا... وہ حصہ بچ گیا جس پر عمارت تھی! تب سے یہ یونہی پڑی ہے۔ شروع میں ہیلی
ا کے ذریعے اس حد تک کچھ لوگ پہنچے تھے اور انہوں نے کسی سلسلے میں چھان بین کی تھی
بعد سے یہ سیاحوں کے لئے عجوبہ بن کر رہ گئی ہے! اور اونچی بنگلیا کے نام سے مشہور ہے۔
ج یہی کہانی سر سلطان کا ڈرائیور بھی دُہرا رہا تھا.... اُن کی سب سے چھوٹی لڑکی مینا کی
فرینڈ آسیہ شہریار طہران سے آئی تھی اور وہ دونوں شہر سے قریب ترین تفریح گاہوں
کا ٹتی ہوئی آج ادھر بھی نکل آئی تھیں۔!

ا چکر دار سڑک سے گذرتے ہوئے مینا نے اپنی پن فرینڈ آسیہ سے پوچھا تھا اچھا یہ تو بتاؤ کہ
ہ بنائی کیسے گئی ہوگی پھر گاڑی رکوا کر وہ نیچے اتری تھیں اور آسیہ شہریار نے حیرت سے اس
نا کو دیکھا تھا جس کی چوٹی پر عمارت تھی.... چٹان کے ایک جانب یہ چکر دار سڑک تھی
ی جانب ایک گہرا غار.... یہی غار اسے دوسرے پہاڑی سلسلے سے بالکل الگ کر دیتا تھا۔

"کمال ہے!" آسیہ شہریار بڑبڑائی تھی!"اوپر پہنچنے کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے.... تم ہی بتاؤ کہ یہ عمارت کیسے بنائی گئی تھی؟"

مینا نے ڈرائیور کی طرف دیکھا اور اس نے اس عمارت کی کہانی چھیڑ دی تھی آسیہ شہریار اردو اچھی طرح سمجھتی تھی۔

دفعتاً وہ چونک پڑے.... ایک سیٹی جیسی تیز چیخ فضا میں گونجی تھی اور پھر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی چیز بہت اونچائی سے گری ہو۔!

یک بہ یک دو چیخیں اور ابھریں اور دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئیں! مینا اور آسیہ کی چیخیں۔!

ڈرائیور ہڈیوں اور گوشت کے اس ڈھیر کی طرف دوڑا جارہا تھا جسے اس نے ایک لمحہ پہلے انسانی شکل میں نیچے گرتے دیکھا تھا! لڑکیاں جہاں تھیں وہیں کھڑی کانپتی رہیں۔ سیٹی جیسی تیز چیخ سنتے ہی انہوں نے اوپر سے نیچے آتی ہوئی سرخ رنگ کی ایک تیز رفتار جھلک دیکھی تھی اور پھر خود بھی چیخ اٹھی تھیں اور اب انہیں ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے ان کے پیروں کے نیچے ٹھوس زمین نہ ہو جیسے وہ ہوا میں تیر رہی ہوں اور اُن کے جسم ہوا سے بھی زیادہ ہلکے ہوگئے ہوں!

ڈرائیور پھر ان کی طرف دوڑا آرہا تھا!

"وہ مر گئی.... مر گئی....! چور چور ہو گئی...." وہ قریب آکر ہانپتا ہوا بولا....اور مڑ کر اونچی بنگلیا کی طرف دیکھنے لگا۔ پہاڑ کی چوٹی اور عمارت پہلے ہی کی طرح ویران نظر آرہی تھیں۔



محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض مینار کی کہانی سن چکا تھا! اور اب ڈرائنگ روم کی فضا پر گہری خاموشی مُسلط تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"آپ کو یقین ہے کہ آپ نے پہلے چیخ سنی تھی....!"

"ہم تینوں ہی نے سنی تھی!" مینا نے جواب دیا۔

کیپٹن فیاض نے آسیہ شہریار اور ڈرائیور کی طرف دیکھا!

"جی ہاں۔" دونوں نے بہ یک وقت کہا!

"اور وہ اونچی بنگلیا ہی والی پہاڑی سے گری تھی۔"

"جی ہاں....!"

"اوپر کوئی اور بھی دکھائی دیا تھا!"

"جی نہیں....!" ڈرائیور بولا اور دونوں لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی!

"تم لاش کو یہاں تک کیسے لائے تھے... کیا وہاں اس وقت کچھ اور بھی راہ گیر موجود تھے؟"

"جی نہیں! سڑک سنسان پڑی تھی۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا تھا کہ شاید کوئی اور بھی ادھر آ نکلے.... لیکن کوئی بھی نہ آیا.... پھر میں نے چھوٹی بٹیا کے حکم کے مطابق لاش کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا.... اور تینوں اگلی ہی سیٹوں پر بیٹھ گئے....!"

کمرے میں سر سلطان بھی موجود تھے! انہوں نے کھنکار کر فیاض سے پوچھا۔

"لاش کی شناخت ہو سکی یا نہیں....؟"

"جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں.... لیکن چہرہ محفوظ ہے.... فوٹو گراف لے لئے گئے ہیں ان کی تشہیر کی جائے گی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔!"

"اس کی قومیت کے بارے میں کیا خیال ہے....؟"

"مجھے تو یوریشین معلوم ہوتی ہے۔!"

کچھ دیر پھر خاموشی طاری رہی.... دفعتاً سر سلطان نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا....

"تم لوگ جاؤ۔"

ان کے ساتھ ہی ڈرائیور بھی چلا گیا اور سر سلطان متفکرانہ انداز میں بڑبڑائے۔

"لیکن وہ اوپر کیسے پہنچی ہو گی؟"

"جی....!" فیاض چونک پڑا۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا! سر سلطان نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا۔ "آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن میری دانست میں ابھی کوئی بھی نہیں پہنچ سکا۔"

"جی ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے کہ ہیلی کوپٹر کی مدد کے بغیر وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے۔!"

"ہیلی کوپٹر لینڈ کرنے کی جگہ ہو گی اوپر؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ بھی دیکھنا پڑے گا۔!"

"مناسب سمجھنا تو مجھے بھی حالات سے باخبر رکھنا۔!" سر سلطان نے کہا اور اٹھ گئے۔

فیاض کے جاتے ہی انہوں نے فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کئے اور پوری کہانی دہراتے

ہوئے کہا!" مینا لاش اپنے ساتھ ہی لائی تھی۔ حادثے کے شاہد ڈرائیور اور آسیہ شہریار بھی ہیں.... فیاض نے ان کے بیانات بے یقینی کی سی حالت میں سنے ہیں....! پہاڑی کے متعلق شاید ہی کسی کو یقین آئے کہ کوئی اس پر پہنچ سکا ہوگا ایسی صورت میں عام طور پر لوگوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ کار ہی کا ایکسیڈنٹ ہوگا پہاڑی کی کہانی بات بنانے کے لئے گڑھی گئی ہے!"

"لاش کہاں ہے" دوسری طرف پوچھا گیا!

"سول ہسپتال کے سرد خانے میں.... چہرہ محفوظ ہے....! اس لئے توقع ہے کہ شناخت ہو جائے گی۔ فیاض اس کے فوٹو کی تشہیر کرنا چاہتا ہے۔!"

"میں دیکھوں گا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

سر سلطان ریسیور کریڈل پر رکھ کر رومال سے اپنی پیشانی خشک کرنے لگے۔!



کمرے کی دیواریں سبز تھیں۔ پردے سبز تھے اور فرنیچر.... کچھ دیر بعد یہ ہریالی بُری طرح کھلنے لگتی تھی۔

لیکن وہ اس کمرے سے بھاگ بھی تو نہیں سکتی تھی۔ صبح سے شام اُسے یہیں بیٹھنا پڑتا تھا! باس کے نام آئے ہوئے خطوط کے جوابات ٹائپ کرتی رہتی۔

ان خطوط کا مضمون ایک ہی ہوتا! لیکن کاربن کاپیاں نکالنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس سے بزنس پر بُرا اثر پڑتا.... ہر خریدار اپنی جگہ سوچتا کہ اس پر خصوصی توجہ نہیں دی گئی....

عجیب بزنس تھا! وہ اکثر ہنس پڑتی....! کیسے احمق تھے وہ لوگ جو اس طرح اپنا پیسہ ضائع کر رہے تھے.... ہر خط کے ساتھ پانچ روپے کا پوسٹل آرڈر ضروری تھا....! وہ بھیجتے تھے اور احمقانہ انداز میں کسی جانور کا نام لکھ بھیجتے.... ریچھ.... شیر.... چیتا.... لومڑی.... خرگوش.... اور اُودبلاؤ.... جو جس کی سمجھ میں آتا۔

وہ جواب ٹائپ کرتی اور جواب کے ساتھ لفافے میں ایک اشتہار بھی رکھ دیتی دراصل اشتہار ہی کمائی کا ذریعہ بنتا تھا۔

اس کا باس پروفیسر اوٹو ویلانی خود کو اطالوی کہتا تھا لیکن اپنے ہی بیان کے مطابق اس نے اٹلی کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ جنوبی افریقہ میں پیدا ہوا تھا.... سولہ سال کی عمر میں گھر

ل بھاگا اور براعظم کے مختلف حصوں کی سیاحت کرتا پھرا۔ اس آوارہ گردی کے دوران میں اُسے بے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ بعض اوقات تو اپنے حواس خمسہ ہی پر اعتماد کرنے کو دل نہ چاہتا...! پراسرار تاریک افریقہ کی سیاحت ٹھہری۔ یہ سب کچھ اُسے اپنے باس ہی کی زبانی وقتاً فوقتاً معلوم ہوا تھا۔

جب وہ اپنی سیاحت کے قصے سنانے بیٹھتا تو یہ بھی بھول جاتا کہ اس کی سیکرٹری کو بہت سے خطوط ٹائپ کرنے ہیں! وہ سنتی رہتی....! یہ کہانیاں بہت دلچسپ اور سنسنی خیز ہوتیں۔

لڑکی کا نام رافیہ سموناف تھا اور وہ لبنان کی رہنے والی تھی۔ یہاں آنے سے پہلے اس کا باس لبنان میں ہی تھا اور وہیں اس نے اس کی ملازمت اختیار کی تھی۔

لبنان میں چھ ماہ گذرانے کے بعد وہ یہاں آئے تھے۔ تنخواہ میں پچیس فیصد اضافے کے وعدے پر وہ اسے یہاں لایا تھا اور اپنے وعدے پر قائم بھی رہا تھا۔

اس کی تجارت کا انحصار اشتہار بازی پر تھا ملک کے سارے اچھے روزناموں میں اس کے اشتہارات شائع ہوتے تھے اور بزنس زوروں پر تھا۔

صبح سے شام تک وہ ٹائپ کرتی رہتی۔ ایک بجے سے دو بجے تک لنچ کا وقفہ ہوتا اور وہ پھر ٹائپ کرنے لگتی....! کبھی کبھی مقررہ وقت سے زیادہ بھی کام کرنا پڑتا! لیکن اس کی اجرت الگ سے ملتی.... باس کنجوس نہیں تھا! اس کی محنت کی داد الفاظ میں بھی دیتا....! ہفتے میں ایک بار رات کا کھانا بھی اُسے اپنے ساتھ ہی کھلاتا تھا!

خود ایک بڑی عمارت میں رہتا تھا....! یہیں وہ کمرہ بھی تھا جہاں بیٹھ کر رافیہ کام کرتی تھی! .... رافیہ کی رہائش کا انتظام اس نے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں کرادیا تھا۔

ویسے اگر وہ اس سے اُسی عمارت میں قیام کرنے کو کہتا تو وہ انکار نہ کر سکتی کیونکہ وہ اُس پر بہت مہربان تھا! اور کبھی اس قسم کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی جو پوری نہ کی جاسکتی یا طبعاً اُسے ناگوار گذرتی۔

دیکھنے میں اوٹو ویلانی ایک ڈراؤنا آدمی تھا! لیکن اس کی روح شاید شہد میں ڈبو کر جسم میں داخل کی گئی تھی۔

چہرے کا ڈراؤنا پن تو آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر تھا جو ہر وقت سرخ رہتیں ایسا لگتا جیسے زیادہ

ترکشت وخون کے خیالات میں ڈوبا رہتا ہو....! چہرہ بھاری تھا.... اس حد تک کوتاہ گردن تھا کہ سر چوڑے چکلے شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا! قد لمبا تھا! کوتاہ گردن نہ ہوتا تو اتنا بے ڈھنگا نہ لگتا
رافیہ کا خیال تھا کہ اجنبی لوگ اس سے گفتگو کرنے کی ہمت نہ کرسکتے ہوں گے! کیونکہ انہیں جواب ملنے کی توقع سے زیادہ پھاڑ کھائے جانے کا خدشہ لاحق رہتا ہوگا یہ اور بات ہے کہ حقیقت اس سے مختلف رہی ہو! وہ رُک رُک کر بولتا تھا! اور لہجے میں مٹھاس ہوتی۔ ایسا لگتا جیسے کبھی ترشروئی سے گفتگو کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہو....!

اوٹو سے رافیہ کی ملاقات کم ہی ہوتی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے ہوٹل سے یہاں آتی.... جو لباس پہن کر آتی اتار کر دوسرا پہننا پڑتا! تب وہ اس کمرے میں داخل ہوتی جہاں بیٹھ کر کام کرتی تھی۔ یہ دوسرا لباس سبز رنگ کے اسکرٹ اور زیر جامے پر مشتمل ہوتا.... عجیب بات تو تھی کہ اوٹو بھی سبز رنگ کا گاؤن پہنے بغیر اس کمرے میں نہیں داخل ہوتا تھا۔

سخت تاکید تھی کہ رافیہ کسی دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اس کمرے میں داخل نہ ہو

آج جب وہ سرخ رنگ کی ایک پنسل ہاتھ میں دبائے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اتفاقاً اوٹو بھی ادھر آنکلا.... جیسے ہی سرخ رنگ کی پنسل پر اس کی نظر پڑی بوکھلایا ہوا اس کی طرف جھپٹا اور پنسل ہاتھ سے چھین لی....

"یہ کیا کر رہی تھی تم....؟" وہ ہانپتا ہوا خوفزدہ آواز میں بولا۔

"م.... میں نہیں سمجھی جناب....!" رافیہ ہکلائی۔

"سارا طلسم ٹوٹ جاتا.... سب کچھ ختم ہو جاتا.... خدا کے لئے سبز کے علاوہ اور کوئی رنگ کبھی اندر نہ لے جاؤ....!"

"میں بھی خدا کا واسطہ دیتی ہوں.... آج بتا ہی دیجئے.... ورنہ میں سوچتے سوچتے پاگل ہو جاؤں گی!"

"کیا بتادوں....؟"

"یہی کہ سبز رنگ کے علاوہ...."

"خاموش.... خاموش....!" اس نے چاروں طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے سرگوشی کی! انداز ایسا تھا کہ رافیہ سچ مچ سہم گئی "جاؤ.... جاؤ.... اندر جاؤ.... کام کرو...."

عمارت میں تمہیں کبھی کچھ نہ بتا سکوں گا....."

رافیہ بوکھلا کر کمرے میں داخل ہو گئی! اور مڑ کر دیکھا بھی نہیں کہ وہ وہیں کھڑا ہے یا چلا گیا!

حسب معمول وہ خطوط میز پر رکھے ہوئے ملے جن کے جوابات ٹائپ کرنے تھے۔ وہ بیٹھ ....اور اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی....اوٹو کس قدر خوفزدہ تھا! وہ سُرخ رنگ کی پنسل لئے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو جاتی تو کیا ہوتا....! اس نے خوفزدہ روں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سبز رنگ کے ٹائپ رائٹروں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔

سبز ہی سبز.... سب کچھ سبز.... کتنی عجیب اور وحشت ناک تھی یہ ہریالی....!



جوزف کے چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے برسوں کا بیمار ہو!

عمران نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم کچھ بیمار ہو....!"

جوزف نے یاس انگیز نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا بات ہے.... کیا شراب نہیں ملی...."

"جی نہیں چاہتا....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کب سے نہیں پی....؟"

"کل سے!"

"کیوں....؟"

جوزف نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے...."

"دیکھو تو باس!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

عمران نے لفافے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا۔ تہہ کھولی اور پڑھنے لگا۔ انگریزی میں ٹائپ مضمون تھا۔

"تم ایک مستقل مزاج آدمی ہو۔ کبھی کبھی نزلے میں مبتلا رہتے ہو! موجودہ مقام حاصل رنے کے لئے تم نے بڑی جدوجہد کی ہے! اپنے کام سے کام رکھتے ہو۔ فضولیات میں نہیں پڑتے کسی سے پیمانِ وفا کرتے ہو۔ اس کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہو! دوشنبہ اور سنیچر کو

لڑائی سے پرہیز کیا کرو.... اگر ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو اس سال کے اواخر تک ضرور ہو جائے گی.... لیکن یہ ضروری نہیں کہ بیوی پسند ہی کی ملے....!"

عمران مضمون ختم کر کے جوزف کو گھورنے لگا۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" آخر اس نے پوچھا۔

جوزف نے جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے اخبار کی ورق گردانی شروع کر دی! اور پھر وہ اخبار بھی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ایک اشتہار کی طرف اشارہ کیا۔

اشتہار کا مضمون تھا!

مایوس لوگ ادھر متوجہ ہوں

عالمی شہرت کے مالک پروفیسر اوٹو ویلانی جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے پُر اسرار اور تاریک حصوں میں گذارا ہے اعلان کرتے ہیں کہ مستقبل کی ہر دشواری پر قابو پایا جا سکتا ہے جو لوگ مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین ہوں.... کسی جانور کا نام لکھ کر پروفیسر کو بھیج دیں جانور کا نام لکھتے وقت.... صحیح وقت دن اور تاریخ بھی لکھیں۔ جانور کے نام کے ساتھ پانچ روپے کا سادہ پوسٹل آرڈر آنا ضروری ہے، پروفیسر ان کی زندگی کے گذشتہ اور آئندہ حالات سے کماحقہ آگاہ کریں گے....!

مضمون کے نیچے پتہ تھا....! لیکن صحیح مقام کی بجائے پوسٹ بکس نمبر کے حوالے سے پوسٹل آرڈر منگوائے گئے تھے....!

اشتہار پڑھ کر عمران نے اُلوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دی اور سر ہلا کر بولا! "تو یہ بات ہے!"

جوزف نے تھوک نگل کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور خاموش کھڑا رہا۔

"اچھا ہے.... تو نے کس جانور کا نام لکھ کر بھیجا تھا...."

"پہاڑی بکری!" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا!

"تب ہی تو اس سال کے اواخر تک تیری شادی ضرور ہو جائے گی!"

"بچالو باس.... خدا کے لئے مجھے بچالو.... میں کیا کروں...." جوزف گڑگڑا کر بولا۔

"اور پیشین گوئی کے ساتھ یہ بھی تھا....!"

اس نے جیب سے دوسرا کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔!

اس کا مضمون تھا۔

"پروفیسر اڈتو ویلانی صرف پیشین گوئی ہی نہیں کرتے بلکہ آپ کی مشکلات حل کرنے کے ذرائع بھی رکھتے ہیں.... مثال کے طور پر اگر آپ اپنی پسندیدہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہوں تو پندرہ روپے کے پوسٹل آرڈر بھیج کر پروفیسر کا تیار کردہ ملٹی چارم لاکٹ منگوا لیجئے.... اسے اپنے پاس رکھئے پسندیدہ لڑکی خود آپ سے شادی کی درخواست کرے گی...."

"بہت خوب!" عمران خوش ہو کر بولا "ابے یہ ملٹی چارم لاکٹ بھی منگوایا یا نہیں....!"

"میں کیوں منگواتا!" جوزف کو غصہ آگیا.... پھر وہ بڑبڑانے لگا۔ "شاید میرے قبیلے کے وچ ڈاکٹر موٹومی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ چالیس سال کی عمر میں تم پر ایک بڑی مصیبت نازل ہوگی.... اب میں کیا کروں....؟"

"ملٹی چارم لاکٹ منگوا لے.... اور پسندیدہ لڑکی....!"

"بس باس بس.... خدا کے لئے مجھے اور زیادہ بور نہ کرو....! میں کہاں بھاگ جاؤں....! باس کیا تم اس سلسلے میں میری مدد نہیں کر سکتے....؟"

"مجھ سے کیسی مدد چاہتا ہے...."

"تم تو بہت بڑے سراغرساں ہو.... پتہ لگاؤ اس پروفیسر کا....! پوسٹ آفس والے مجھے نہیں بتائیں گے....!"

"ابے تیرا یہ خبط کسی دن مجھے لے ڈوبے گا...." عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا! "ابھی پچھلے ہی ہفتے میں نے تجھے عالمگیر روڈ کے فٹ پاتھ پر ایک نجومی کے پاس بیٹھے دیکھا تھا....!"

"ہاں باس! اور اُس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی...."

"تو آخر اپنے مستقبل کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتا ہے....!"

"بس اتنا ہی باس کہ کبھی مجھ پر کوئی ایسا وقت تو نہیں پڑے گا کہ میں شراب کو ترس جاؤں۔!"

"اور تو کل سے ترس رہا ہے!"

"مجھے بخار ہے باس! بخار میں اچھی نہیں لگتی.... جب میں حد سے زیادہ متفکر ہوتا ہوں تو مجھے بخار ہو جاتا ہے....!"

"اور یہ فکر اس بات کی ہے کہ کہیں تیری شادی زبردستی نہ ہو جائے....!" عمران نے ز
لہجے میں پوچھا۔

"ہاں باس!" جوزف گھگھیایا! "خدا کے لئے.... اس پروفیسر اوٹو کا پتہ لگائیے....!"

"ابے مگر تیرے ساتھ کون زبردستی کرے گا....!"

"سب کچھ ہو سکتا ہے باس... ماما حوا... آدم کے بائیں پسلی سے زبردستی پیدا ہو گئی تھیں۔

"مگر تو شادی سے اتنا ڈرتا کیوں ہے!"

جوزف جو آج کسی قدر چڑچڑا بھی نظر آرہا تھا۔ بھنا کر سوال کر بیٹھا "تم کیوں ڈرتے ہو باس!

"ابے تو کیا میں ڈرتا ہوں!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں کیا جانوں.... تمہیں تو بہت پہلے شادی کر لینی چاہیئے تھی۔" عمران جواب میں کچھ
ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جوزف برا سا منہ بنائے کھڑا رہا!

عمران نے کسی کی کال ریسیو کی تھی۔ "ہوں۔ ہاں" کیئے جارہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سلہ
منقطع کر کے جوزف کی طرف مڑا....

"ہوں.... تو تم اُس پوسٹ بکس نمبر کا پتہ چاہتے ہو....!"

جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے سر کو اثبات میں جنبش دی....



کیپٹن فیاض سر سلطان سے کہہ رہا تھا۔

"پچھلی رات ہم ہیلی کوپٹر کے ذریعہ اس پہاڑی پر اُترے تھے۔ لیکن ہمیں اس قسم
نشانات نہیں مل سکے جن سے اندازہ ہوتا کہ ماضی قریب میں وہاں تک کسی آدمی کے قدم
سکے ہوں....!"

سر سلطان کچھ نہ بولے اس انداز میں فیاض کی طرف دیکھتے رہے جیسے اس سلسلے میں ابھی
کچھ سننا چاہتے ہوں....!

دفعتاً ایک ملازم نے اندر آکر کسی کا وزیٹنگ کارڈ دیا....! سر سلطان نے اُس پر اُچٹتی ہوئی
نظر ڈال کر فیاض کی طرف دیکھا! اور بولے۔ "عمران ہے!"

"تو کیا آپ....؟"

"میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کیوں آیا ہے....!" سر سلطان نے کہا اور ملازم سے بولے! "یہیں بھیج دو....!"

فیاض کے چہرے پر ناخوشگوار تبدیلی کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے اس کی نظر کیپٹن فیاض کے چہرے پر پڑی اور اس نے اُسے بوکھلائے ہوئے انداز میں مودبانہ سلام کیا۔ پھر احمقوں کی طرح اس کے قریب ہی بیٹھ کر دوبارہ کھڑا ہو گیا اور سر سلطان کو سلام کر کے ایک دور افتادہ کرسی کی طرف جھپٹا۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ سب کچھ اضطراری طور پر نہیں سرزد ہوا تھا! ہر چند کہ یہ دونوں حضرات اس سے بخوبی واقف تھے لیکن اس وقت فوری طور پر یہی سمجھے کہ سچ مچ بوکھلایا ہوا ہے! ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا! عمران کبھی سر سلطان کی طرف دیکھتا اور کبھی فیاض کی طرف۔

پھر سر سلطان کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور انہوں نے پوچھا! "تم اتنے پریشان کیوں ہو....؟"

"نن.... نہیں.... تو.... میں.... مم.... خیریت دریافت کرنے آیا تھا! سنا ہے بے بی مینا کوئی ایکسیڈنٹ کر بیٹھی ہیں....!"

"یہ تم نے کس سے سنا....!" فیاض غرایا....

"کچھ.... پولیس والے کہہ رہے تھے...."

سر سلطان نے فیاض کی طرف دیکھا....!

"یہ بالکل بکواس ہے.... جناب! میرے کسی آدمی نے ہرگز ایسا نہ کہا ہو گا!" کیپٹن فیاض نے عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا!

"اچھا تو پھر وہ لاش آسمان سے ٹپکی ہو گی..." عمران نے بھی کسی قدر جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا!

اب سر سلطان اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر نہ جانے کیا سوچ کر خاموش رہ گیا۔ ویسے عمران دونوں ہی کی گھورتی ہوئی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا!

"آپ دونوں حضرات کو معلوم ہونا چاہئے!" عمران انگلی اٹھا کر بولا۔ "اس چٹان کی چوٹی تک

پہنچانا ممکن ہے....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" سر سلطان جھنجھلا کر بولے۔

"بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں....!" عمران نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا اور اپنے ایک جوتے کی نوک پر نظر جمادی!

"تو پھر کیا جھک مارنے آئے ہو؟" سر سلطان کو سچ مچ غصہ آ گیا۔

"جی نہیں....میں تو....مُم....خیریت دریافت کرنے....!"

"خاموش رہو!"

"جی بہت اچھا....!" سعادتمندانہ انداز میں سر کو جنبش دی گئی!

کمرے کی فضا پر چھائی ہوئی بوجھل سی خاموشی جیسے سر سلطان کو جھلاہٹ میں مبتلا کر رہی تھی....بڑی دیر تک کوئی کچھ نہ بولا۔

پھر فیاض نے کھکار کر کہا۔ "اب مجھے اجازت دیجئے!" سر سلطان نے سر کی غیر ارادی جنبش سے غالباً اُسے رخصت ہو جانے کی اجازت ہی دی تھی!

فیاض دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران بھی اٹھتا ہوا بولا!"جی مم....میں بھی اجازت چاہتا ہوں....!"

اس بار سر سلطان نے سر کو جنبش بھی نہ دی، حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھورتے رہے....اور عمران....اب عمران فیاض کے پیچھے اس طرح دوڑا جا رہا تھا جیسے کوئی اہم اطلاع دینا بھول گیا ہو....!اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر فیاض مڑا۔

"سامالیکم....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اسے دوبارہ سلام کرتے ہوئے گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ فیاض کی قہر آلود نظریں عمران کے چہرے پر تھیں ایسا لگتا تھا جیسے دوسرا قدم عمران کے تھپڑ مار دینا ہوگا....عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا!

"نکلو! گاڑی سے....!" فیاض آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا۔ "ورنہ....!"

"بڑی اہم اطلاع ہے میرے پاس....!" عمران یک بہ یک سنجیدہ نظر آنے لگا!

"میں کہتا ہوں باہر آؤ....!"

"ہاتھاپائی کرو گے...." عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"نکلو تم!" فیاض نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر عمران کیطرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"کیا فائدہ.... کوئی جاپانی داؤں مار دوں گا....! مڑ کر دیکھو.... خواتین بر آمدے سے دیکھ رہی ہیں....!" عمران سیٹ کے دوسرے کنارے کی طرف کھسکتا ہوا بولا تھا! پھر فیاض نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ اس کا بیان صحیح بھی تھا کہ نہیں! زیر لب کچھ نئی قسم کی گالیاں عمران کو دیتا ہوا اگلی نشست پر جا بیٹھا! گاڑی اسٹارٹ ہو کر جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھی تھی....! اب عمران اس طرح مطمئن بیٹھا تھا جیسے کسی ٹیکسی ڈرائیور کو منزل مقصود کا پتہ بتا کر ایک فکر مند باپ کے سے انداز میں بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا ہو!

کار تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی.... شاید فیاض سوچ رہا تھا کہ اس وقت عمران سے کیونکر نپٹا جائے.... لیکن شاید ستارہ ہی گردش میں تھا اس کا....! دفعتاً ایک زور دار دھماکا ہوا اور کار لنگڑانے لگی.... بائیں جانب والا پچھلا پہیہ برسٹ ہوا تھا! گاڑی رک گئی اور فیاض پلٹ کر دہاڑا۔ "میں تمہیں جان سے مار دوں گا!"

"مم.... میں تو.... یہیں بیٹھا ہوا ہوں....!" عمران مُسمسی صورت بنا کر بولا۔

فیاض نے نیچے اتر کر گاڑی کے گرد چکر لگایا اور پھر مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی! غالباً اُسے یاد آ گیا تھا کہ گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ بھی موجود نہیں ہے!

"گھبراؤ نہیں!" وہ عمران کو گھونسا دکھا کر بولا! "عنقریب ہی.... تم سے سمجھوں گا!"

"اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہو گا سوپر فیاض...!" عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میرے پاس کوئی فالتو پہیہ نہیں ہے....!" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"اُے تو خفا ہونے کی کیا بات ہے.... پہیہ نکال دو.... میں دوڑ کر نیا ٹیوب ڈلوا لاؤں یا اگر یہی استعمال کے قابل رہ گیا ہو تو اسی میں جوڑ لگوا دوں....!"

"گاڑی میں جیک بھی نہیں ہے!" فیاض نے پہلے ہی کے سے غصیلے انداز مین کہا!

"تب تو پھر....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

فیاض اسے جواب طلب اور تیز نظروں سے گھورتا رہا....!

"تب تو پھر....!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تم اپنی کمر میں رسی باندھو اور میں اسٹیئرنگ پر بیٹھ جاتا ہوں....!"

"خدا کی قسم.... میں....!"

"ہاش.... ہاش!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! "کوئی ایسی قسم نہ کھا بیٹھنا جس کا کفارہ نہ دے سکو!"

"نکلو.... باہر!" فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"وہ تو نکلنا ہی پڑے گا.... ایسے میں یہاں بیٹھ کر تماشا تھوڑا ہی بنوں گا!" عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

فیاض اب تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی دوسری جانب والے کیفے کی طرف بڑھ رہا تھا! کیفے کے کاؤنٹر سے اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون کر کے گاڑی کے متعلق اطلاع دی اور پھر باہر آکر شاید ٹیکسی کا انتظار کرنے لگا!

فٹ پاتھ کی چوڑائی زیادہ نہیں تھی....! بیک وقت کئی آدمی فیاض کے قریب سے گذرے.... ان میں سے ایک خود اس سے بھی ٹکرایا اور معافی مانگ کر آگے بڑھ گیا!

فیاض کی آنکھیں عمران کی تلاش میں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں! لیکن وہ کہیں نہ دکھائی دیا۔

بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی....! عمران.... اور اس طرح پیچھا چھوڑ دیتا۔ آج تک اس نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا!.... تو پھر کیا مقصد تھا اس حرکت کا....! دوسری طرف وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ گاڑی کا پہیہ اتفاقاً برسٹ ہوا تھا....! لیکن عمران.... آخر وہ یہاں تک ساتھ کیوں لگا چلا آیا تھا....! وہ سوچتا رہا اور پھر اتنے میں ایک ٹیکسی نظر آگئی.... اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا.... ٹیکسی آہستہ روی کے ساتھ.... اُس کے قریب آرکی۔!"

وہ دروازے کے ہینڈل پر زور دینے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کسی طرح بایاں ہاتھ پتلون کی جیب میں رینگ گیا....! اور پھر وہ اس طرح سیدھا ہو گیا جیسے اچانک الیکٹرک شاک لگا ہو....! ٹیکسی ڈرائیور نے بھی غالباً یہ تبدیلی محسوس کر لی تھی۔ وہ متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا.... دفعتاً فیاض ہاتھ ہلا کر بولا.... "جاؤ.... مجھے ابھی نہیں جانا....۔"

پھر ٹیکسی والا اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور وہ اس کیفے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کچھ دیر پہلے اپنے کسی ماتحت کو فون کیا تھا۔!



سیاہ رنگ کی ایک بند گاڑی دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... اسے بلیک زیرو ڈرائیو رہا تھا....!

گاڑی کمپاؤنڈ سے گذر کر عمارت کے ایک اندرونی حصے میں رکی.... بلیک زیرو انجن بند کر کے نیچے اُترا اور گاڑی کا عقبی دروازہ کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ عقبی دروازے سے برآمد ہونے والا عمران تھا! اس نے سر کو اس طرح جنبش دی جیسے اس کارروائی سے مطمئن ہو۔

کچھ دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں نظر آئے۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ "مجھے ہیلی کوپٹر کے پائلٹ کا ریکارڈ کیا ہوا بیان ایک بار پھر سنواؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!"

بلیک زیرو میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کی طرف متوجہ ہو گیا! کچھ دیر بعد ریکارڈر سے آواز آنے لگی۔

"ہم نے اونچی بنگلیا والی چٹان پر لینڈ کیا یہ چٹان اوپر سے کسی میدان کی طرح مسطح ہے عمارت سنسان پڑی تھی۔ پولیس آفیسر نے مجھے بھی عمارت میں داخل ہونیکی دعوت دی! وہ اندر کچھ تلاش کر تا رہا تھا۔ لیکن واپسی پر اس نے وہاں سے صرف ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھایا تھا جس میں باریک تار کا ایک چھوٹا سا لچھا رکھا تھا اور اس نے وہ لفافہ اپنے پرس میں رکھ لیا تھا! لفافہ غالباً پلاسٹک کا تھا۔ میں قریب سے تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن میرا اندازہ یہی ہے....!"

بلیک زیرو ریکارڈر بند کر کے عمران کی طرف دیکھنے لگا....!

"تو تمہیں یقین ہے کہ تمہارے آدمیوں نے وہ پرس فیاض کی جیب سے نکال لیا ہوگا...!" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"جی ہاں....! مجھے یقین ہے....! میں کیپٹن فیاض کی اس عادت سے بخوبی واقف ہوں کہ وہ پرس ہمیشہ پتلون کی جیب میں رکھتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی وزنی کیوں نہ ہو!"

"کام ٹھیک ہو رہا ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا اور کچھ سوچنے لگا....! پھر تھوڑی دیر بعد بولا "پائلٹ کا بیان مختصر اور غیر واضح ہے۔ اس سے اس کے علاوہ کوئی خاص اطلاع نہیں ملتی

کہ فیاض نے وہاں سے ایک لفافہ اٹھایا تھا....!"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس عمارت تک پہنچنا چاہئے....!"

"ہوں....! فیاض کی رپورٹ کی نقل حاصل کر سکے ہو!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں....!"

"مجھے دکھاؤ....!"

"بلیک زیرو کمرے سے چلا گیا اور عمران اٹھ کر فون کے قریب آیا۔ کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں ایکس ٹو والی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ٹرانسمٹ ٹو....بی تھرٹین....!"

کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "ہیلو....بی تھرٹین....رپورٹ!".... دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلی کوپٹر بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ جائے گا....ساڑھے چار بجے....!"

"او کے....اسٹاپ....!"

ریسیور رکھ کر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہو گیا جو ایک فائیل لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ فیاض کی رپورٹ کئی بار پڑھنے کے بعد اس نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس رپورٹ کے متعلق۔"

"میری دانست میں تو وہ اُسے کار کا حادثہ ہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے رپورٹ کے الفاظ دیکھئے....کہتا ہے یہاں پہنچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سالہا سال سے وہاں کسی کے قدم نہ پہنچے ہوں....کسی قسم کے نشانات بھی نہیں حاصل کر سکا....!"

دفعتاً عمران چونک کر بولا...."دیکھو....! کسی نے گھنٹی بجائی ہے۔!"

پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا!

عمران وہیں بیٹھا رہا! تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا....!

"وہ کامیاب رہے ہیں....جناب!" اس نے کہا اور جیب سے کتھئی رنگ کا ایک پرس نکال اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا!" آپ اسے پہچانتے ہی ہوں گے!"

"ہوں....اُوں....فیاض ہی کا معلوم ہوتا ہے....لیکن ضروری نہیں کہ پلاسٹک کا لفافہ اب بھی اسی میں پایا جائے....!"

"سر سلطان کے یہاں پہنچنے سے قبل تک وہ لفافہ اس پرس میں موجود تھا!"

عمران نے پرس کھولا.... اور سر ہلا کر بولا!"ٹھیک ہے تمہارا خیال غلط نہیں!اور.... ایک .... دو.... تین.... چار.... ہوں.... ہوں.... کل چالیس روپے چھیاسی پیسے....!"

پلاسٹک کا چھوٹا سا لفافہ اس کی چٹکی میں دبا ہوا تھا....!

یہ لفافہ زیادہ پرانا نہیں معلوم ہوتا....!اور وہ پہاڑی دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اطالوی محاذ ٹوٹتے ہی تباہ ہو گئی تھی.... پھر پلاسٹک کا استعمال تجارتی پیمانے پر جنگ کے خاتمے کے بعد ہی شروع ہوا تھا!لہٰذا یہ لفافہ پہاڑی کی تباہی سے پہلے کا نہیں ہو سکتا!"

عمران خاموش ہو گیا اور بلیک زیرو اس سے وہ لفافہ لے کر خود اس کا جائزہ لینے لگا!

"اور اس میں.... یہ تار کا لچھا....!"اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نکالو....!"

چمکدار باریک تار متعدد بلوں میں دائرے کی شکل میں لپٹا ہوا تھا.... بلیک زیرو پہلے اُسے یوں ہی دیکھتا رہا پھر اس کے بل کھولنے شروع کیے.... تار تین یا ساڑھے تین گز لمبا رہا ہو گا!

"حیرت ہے....!" بلیک زیرو سر ہلا کر بولا!"یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے ابھی ابھی فیکٹری سے نکل کر آیا ہو!.... کہیں زنگ کا ننھا سا نقطہ بھی نظر نہیں آتا!"

"اس کو اسی طرح لپیٹ کر لفافے میں رکھ دو!"عمران بولا۔

"فیاض نے کیا سمجھ کر اُسے اتنی احتیاط سے رکھ چھوڑا ہے!"بلیک زیرو بڑبڑایا۔

"معلوم کرنے کی کوشش کرو....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ دیدہ دانستہ سر سلطان کی لڑکی کو اس کیس میں اُلجھانا چاہتا ہے؟۔"

"وہ کس طرح!"عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا!

"ظاہر ہے... یہ لفافہ حال میں وہاں تک پہنچا ہو گا!تار کی کنڈیشن بتاتی ہے فیاض بھی اسے بخوبی جانتا ہے۔ لیکن اپنی رپورٹ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہاڑی سالہا سال سے ویران ہی رہی ہے!"

"اس کی احتیاط ہمیشہ دو رخی ہوتی ہے.... خیر.... آج ہم بھی اُس پہاڑی کا جائزہ لیں گے!"



کیپٹن فیاض جو بے خبر سو رہا تھا جھنجھوڑے جانے کی بنا پر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا کمرے میں تیز قسم

کی روشنی تھی۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ لیکن وہ بدصورت ریوالور تو اُسے پہلی ہی نظر میں دکھائی دے گیا تھا جس کی نال اُسی کی طرف اٹھی ہوئی تھی....!

فیاض کا ہاتھ تکیے کے نیچے رینگ گیا....

"میں دیکھ رہا ہوں۔" ہلکی سی غراہٹ سنائی دی۔ "فائر کر دوں گا۔!" جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا اور لہجہ بھی غیر ملکی تھا....! فیاض کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رہ گیا! اور نظر آواز کی طرف اٹھ گئی۔

ریوالور والے کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن ہاتھوں کی رنگت بھی اس کے غیر ملکی ہی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

ایک دروازے کے قریب کھڑا دکھائی دیا....! اس کا چہرہ بھی نقاب ہی میں تھا....!

"کیا بات ہے؟" فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا!

"پہلے تم اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ پھر باتیں بھی ہو جائیں گی!" جواب ملا۔

فیاض کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کہنا یا کرنا چاہئے.... اُسے یاد آیا کہ بیوی اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں ہے! اس سے کسی قدر ڈھارس بندھی۔ وہ سر شام ہی کسی تقریب میں شرکت کے سلسلے میں اپنے بھائی کے گھر چلی گئی تھی اور وہیں شب باش بھی ہونا تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟" فیاض کے لہجے میں پہلے کی نسبت اس بار زیادہ سختی تھی!

"اچھی بات ہے!" ریوالور والے نے بایاں ہاتھ ہلا کر کہا۔ "اٹھ بیٹھو! اور میرے سوالات کے صحیح جواب دینے کی کوشش کرو۔!"

فیاض اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا تکیے پر کہنیاں ٹیک کر اٹھ بیٹھا پھر نقاب پوش چند لمحے خاموش رہ کر بولا! "پلاسٹک کا وہ لفافہ کہاں ہے جو تم نے پہاڑی والی عمارت میں پایا تھا۔!"

فیاض کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آئے لیکن زبان سے کچھ نہ نکل سکا!

"وہ لفافہ میرے حوالے کر دو....!" نقاب پوش پھر غرایا۔

"وہ اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے....!" نہ جانے کیوں فیاض کی آواز نرم پڑ گئی تھی۔

"پھر کہاں ہے....!"

"آفس میں.... میری میز کی دراز میں....!"

"بکواس!" نقاب پوش غرایا۔! آج آفس سے روانگی کے وقت وہ تمہارے پرس میں تھا...!"

"تم آخر ہو کون....؟" فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"کیوں تم مجھے تشدد پر آمادہ کررہے ہو!" نقاب پوش کے لہجے میں دھمکی تھی!

"ہوش میں ہو یا نہیں.... تم کس سے باتیں کررہے ہو....!" فیاض تن کر کھڑا ہوگیا..!

"پیچھے ہٹو....!" نقاب پوش نے ریوالور والا ہاتھ آگے بڑھایا!

فیاض پیچھے تو ہٹا لیکن اسی فکر میں تھا کہ جھپٹ پڑنے کا موقع مل جائے۔

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھ میں بھی ریوالور نہ دیکھ لیتا تو اب تک کبھی کا ٹکرا گیا ہوتا....!

"ادھر دیکھو! میری طرف....!" قریب والے نقاب پوش نے کہا!"وہ لفافہ اس تار سمیت میرے حوالے کردو....! ورنہ اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ موت کے علاوہ گلو خلاصی کی اور کوئی صورت نظر نہ آئے گی....!"

"شٹ اپ....!" فیاض دہاڑا....اسے حیرت تھی کہ اتنی اونچی آواز میں بولنے کے باوجود بھی وہ ابھی تک اپنے کسی ملازم کو جگا دینے میں کامیاب نہیں ہو سکا! ہو سکتا تھا کہ ان نامعلوم آدمیوں نے انہیں پہلے ہی بے بس کردیا ہو!

"تم قطعی بے بس ہو!" نقاب پوش مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا!"ہم بہ آسانی تمہیں گولی مار سکتے ہیں....!"

فیاض کچھ نہ بولا! نقاب پوش کہتا رہا!"میں جانتا ہوں کہ تم اس طرح وہ لفافہ میرے حوالے نہیں کروگے.... میرے پاس دوسری تدبیر بھی ہے! لہٰذا کان کھول کر سن لو جب اس اذیت سے کسی طرح پیچھا نہ چھڑا سکو تو ہم سے رجوع کرنا.... اور ہم لفافے کی واپسی پر تمہیں اس اذیت سے نجات دلادیں گے....!"

پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ کرتے ہوئے فیاض کو دوبارہ مخاطب کیا!"تم اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہ کرنا۔!"

ریوالور کی نال فیاض کے سینے کی طرف اٹھی رہی اور دوسرا آدمی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی پشت پر آیا۔

سامنے والے نقاب پوش نے فیاض کو وارننگ دی کہ وہ اپنے ہاتھ نیچے گرائے رکھے۔!

دفعتاً فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ بایاں گال دبائے ہوئے فرش پر گر گیا۔!

"اب تڑپنے پھڑکنے کی اجازت ہے۔" سامنے والا نقاب پوش ہنس کر بولا۔ "تمہارے آفس کے قریب سگریٹ کا جو بہت بڑا بورڈ ہے اس پر چاک سے لفظ سفید لفافہ لکھوا دینا اگر اس اذیت سے پیچھا چھڑانا چاہو.....!"

فیاض بایاں گال دبائے بُری طرح چیخے جارہا تھا! ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوشش کے باوجود بھی اپنی چیخیں دبا لینے پر قادر نہ ہو۔!

دونوں نقاب پوش ہنستے رہے پھر ایک اونچی آواز میں بولا۔ "ہم جارہے ہیں لیکن یہ تینوں الفاظ یاد رکھنا لفافہ.....بورڈ.....اور چاک اسٹک....."

وہ دونوں دروازے سے گذر کر نظر سے اوجھل ہوگئے۔ فیاض اسی طرح تڑپتا رہا۔!



سر سلطان کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ اور عمران خاموش بیٹھا اپنے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آخر یہ ہوا کیسے.....؟" سر سلطان کچھ دیر بعد بولے۔

"جس طرح میرے آدمی فیاض کے محکمے میں کام کر رہے ہیں اسی طرح کوئی پارٹی اور بھی ہے.....ورنہ اُن دونوں نقاب پوشوں کو اس کا علم کیونکر ہوتا کہ آفس سے چلتے وقت وہ لفافہ اس کے پاس ہی تھا!"

"یہ کہا تھا انہوں نے اس سے.....!"

"جی ہاں.....!"

"وہ اب کہاں ہے؟"

"کون؟.....لفافہ یا فیاض.....!"

"دونوں.....!"

"فیاض ہسپتال میں ہے.....اور لفافہ اس کے پاس نہیں ہے.....!"

"کس کے پاس ہے.....!"

عمران نے لاعلمی ظاہر کرنے کے لئے مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی اور پھر بولا!
"ویسے فیاض کا بیان ہے کہ کل اس کی جیب کٹ گئی تھی.... لفافہ پرس میں تھا....! لہذا کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگا ہوگا....!"

"یہ تمہارا خیال ہے کہ وہ کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگا ہوگا۔!"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی!

"پھر....!"

"میں کیا عرض کروں.... لیکن میں نے فیاض کے لئے ویسا ہی لفافہ اور تار کی پچھی مہیا کر دی ہے!"

"کیا مطلب....!" سر سلطان چونک کر اُسے گھورنے لگے۔

"اب وہ سگریٹ کے سائن بورڈ پر چاک سے لفظ لفافہ لکھوادے گا....!"

"اُوہ.... تو اس طرح ان لوگوں کا تعاقب کرو گے....! کیا فیاض نے یہ سب کچھ تمہیں خود ہی بتایا تھا....!"

"جی ہاں میں اُسے ہسپتال میں ملا تھا....! اس نے مجھے بلوایا تھا.... ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ ابھی تک اس مرض کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔! لہذا فیاض کا خیال ہے کہ وہی اُسے اس تکلیف سے نجات دے سکتے ہیں جو اس کا باعث بنے تھے۔"

"تکلیف کی نوعیت کیا ہے....!"

"سوزش.... شدید ترین سوزش....! ناقابلِ برداشت....! بائیں گال کے تھوڑے سے حصے پر فیاض ہی کے بیان کے مطابق گویا انگارہ رکھ دیا گیا ہے۔ بیہوشی کے انجکشنوں کے سہارے چل رہا ہے....! اس کا بیان ہے کہ پیچھے کھڑے ہوئے نقاب نے کوئی ٹھنڈی چیز اس کے گال سے مس کی تھی اور پھر اسی ٹھنڈک نے سوزش کی صورت اختیار کر لی۔"

سر سلطان کچھ نہ بولے تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا....!" تمہارا کیا خیال ہے اس جیب تراشی کے متعلق....؟ کیا اس کا سبب بھی وہی لفافہ تھا؟۔"

"خدا جانے....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی.... تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر بولا! "میں بھی اس پہاڑی کی سیر کر چکا ہوں۔ اور اس عام رائے سے متفق نہیں ہوں کہ

ہیلی کوپٹر کے بغیر اس پر بنی ہوئی عمارت تک رسائی ناممکن ہے۔!"

"یعنی تم اس کے علاوہ بھی کوئی ذریعہ دریافت کر چکے ہو۔!"

"جی ہاں.....!"

"فیاض بالکل ہی گدھا نہیں ہے؟" سر سلطان کے لہجے میں بے اعتباری تھی۔!

"ہو سکتا ہے کسی قدر ہو! لیکن اُسے دوسرے ذریعے کی تلاش کب تھی۔ وہ تو محض رپورٹ میں اس پہلو کی بھی خانہ پری کرنے کی غرض سے اُوپر گیا تھا! اُسے یقین تھا جناب کہ وہ ایکسیڈنٹ مینا کی کار سے ہوا تھا۔! بہر حال چونکہ اُسے دوسرے ذریعے کی تلاش نہیں تھی اسی لئے اس کی نظر بھی اس پر نہیں پڑی.....!"

"اس سے پہلے بھی کچھ لوگ اُوپر پہنچنے کی کوشش کر چکے ہیں!" سر سلطان بولے.....

"نیچے ہی انہوں نے راستہ تلاش کیا ہوگا.....! وہ تو یقیناً کسی کے بھی بس کا روگ نہیں... خیر کبھی آپ کو فرصت ملی تو وہ راستہ آپ کو بھی دکھادوں گا.....! فی الحال تو اس تار اور لفافے کا مسئلہ درپیش ہے!"

"آخر وہ ہے کیا بلا.....؟"

"ایسی ہی بلا جس کے لئے وہ جان پر کھیل کر فیاض کی کوٹھی میں داخل ہوئے تھے! لیکن اس سے پہلے وہ فیاض کی جیب سے نکال لیا گیا تھا!"

"تو اس کا مطلب ہوا کہ دو مختلف پارٹیاں اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا! وہ پُر تفکر انداز میں چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا!



فیاض کے لئے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ مورفیا کے انجکشن اسے کتنی دیر تک اس اذیت کے احساس سے بچائے رکھتے ہیں! ویسے اس بار ہوش آنے پر اس نے محسوس کیا جیسے بائیں گال پر ٹھنڈک پڑ گئی ہو۔! لیکن وہ اُسے احساس کا دھوکا سمجھ کر سوزش آمیز ٹیسوں کا منتظر رہا جو ہر آتے ہی اٹھنے لگتی تھیں۔

دفعتاً اسے یاد آیا کہ وہ سگریٹ کے اشتہاری بورڈ پر چاک سے لفظ "لفافہ" لکھوا چکا ہے! اس نے ڈرتے ڈرتے بائیں گال پر ہاتھ پھیرا..... ہلکی سی سوزش بھی محسوس نہ ہوئی۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نرس باہر چلی گئی تھی جو ڈیوٹی ڈاکٹر کے ساتھ پھر واپس آئی....!

"اب کچھ دیر برداشت بھی کیجئے جناب!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "مورفیا کا اثر سسٹم پر اچھا نہیں ہوتا۔!"

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے....!" فیاض گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا مسکرا کر بولا۔

"یعنی تکلیف کم ہے؟"

"جی نہیں! اب قطعی نہیں ہے!"

"یعنی.... وہ.... سوزش...."

"جی ہاں....! اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔!"

"براہ کرم.... اسی طرح لیٹے رہئے گا!" ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا!

کچھ دیر بعد فیاض کو پھر کیمیائی آزمائشوں سے گذرنا پڑا اور اس کے بائیں گال پر مختلف قسم کے آلات کا دباؤ پڑتا۔ لیکن وہ ان تجربات کے نتائج سے فوری طور پر آگاہ نہ ہو سکا۔

اسی دوران میں اس نے اپنے تکئے میں عین سر کے نیچے کاغذ کی چرمراہٹ محسوس کی تھی لیکن دم سادھے لیٹا رہا تھا....! جب تک ڈاکٹر وہاں موجود رہے اس نے تکئے کے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔!

سناٹا ہوتے ہی ہاتھ غلاف کے اندر رینگ گیا.... پھر دوبارہ باہر آیا تو گرفت میں ایک وزنی سا لفافہ تھا۔ کوئی ٹھوس چیز لفافے کے اندر موجود تھی.... اس نے مضطربانہ انداز میں لفافہ چاک کیا جس کے اندر سے کچھ کاغذات برآمد ہوئے اور ایک کنجی بھی۔!

انگریزی میں ٹائپ کئے ہوئے خط پر نظر پڑی جو اس کے نام تھا!

"مائی ڈیئر کیپٹن فیاض.... نیشنل بینک ہیڈ آفس کے لاکر نمبر تیرہ کی کنجی مع رسید روانہ ہے.... لفافہ اسی لاکر میں رکھ کر کنجی بھی وہیں اپنے نام سے جمع کرادو! لاکر تمہارے ہی نام پر حاصل کیا گیا ہے! لیکن حاصل کرنے والوں کا پتہ لگانے کی کوشش ہرگز مت کرنا.... یہ بھی وارننگ ہی ہے ورنہ.... پھر تم ہمیں تو جانتے ہی ہو!"

فیاض کا خون کھولنے لگا۔ مٹھیاں بھینچ گئیں.... لیکن پھر فوراً ہی خیال آگیا کہ یہ لفافہ اس کے تکئے کے اندر سے برآمد ہوا تھا! لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اس وقت بھی اُس کی نگرانی ہو رہی ہو!

بہر حال اب اسے عمران کی اسکیم کے مطابق اپنے گھر واپس جانا تھا! کیونکہ عمران کا فراہم کردہ لفافہ اُسے وہیں سے ملتا۔

اب وہ پوری طرح عمران کی مٹھی میں تھا! معاملہ ہی ایسا تھا کہ وہ اپنے کسی ماتحت پر اعتماد نہ کر سکا! کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اچانک وہ اس مرض میں کیونکر مبتلا ہو گیا تھا! اور اب شاید ڈاکٹر بھی متحیر تھے کہ اچانک ہی اس سے گلو خلاصی کیونکر ممکن ہوئی....

فیاض گھر آیا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران نے لفافہ کہاں رکھا ہوگا.... بیوی اس کی ہدایت کے مطابق ابھی تک اپنے بھائی کے گھر میں مقیم تھی۔

لفافہ نکالنے کے لئے فیاض نے رائیٹنگ ٹیبل کے میز پوش کے نیچے ہاتھ ڈالا....اور ایک بڑا سا لفافہ کھینچتا چلا آیا! لیکن اس میں عمران کے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے پنسل سے گھسیٹی ہوئی ایک تحریر برآمد ہوئی۔

"ہمیں علم ہو چکا ہے کہ لفافہ کہاں ہے اب تم جہنم میں جاؤ۔!"

فیاض کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ پڑا....اور یہ عمران ہی کے لئے تھا....!

کانپتے ہوئے ہاتھ سے اُس نے ٹیلی فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کئے اور وہ بدبختی سے دوسری طرف موجود بھی تھا!

"تم کتے ہو!" فیاض حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"کون بھونک رہا ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا!

"تم نے مجھے دھوکا دیا ہے...."

"کون بول رہے ہو....؟"

"میں فیاض ہوں....!"

"اوہ....لیکن تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے! میں پہچان ہی نہ سکا....!"

"میں گھر سے بول رہا ہوں....تم نے یہاں کیا کیا ہے....!"

"وہی جو تم سے کہہ چکا تھا!"

"وہ لفافہ یہاں نہیں ہے....!"

"حیرت....! تب تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ اس سے باخبر ہو گئے تھے....!"

"کیا تم پنسل سے کچھ لکھ کر رکھ گئے تھے....!"

"ہرگز نہیں....! میں نے صرف وہی پلاسٹک کا لفافہ بتائی ہوئی جگہ پر رکھا تھا....!"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو.... تو پھر....!"

"کچھ نہیں.... تم گھر ہی پر ٹھہرو....! میں وہیں آرہا ہوں!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا....!



ریسیور رکھ کر عمران صفدر کی طرف مڑا.... جو اُسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"کھیل شروع ہی سے بگڑ گیا تھا....!" عمران نے کہا۔

"کیا ہوا....!"

"چوٹ ہو گئی.... فیاض کو وہ لفافہ وہاں نہیں ملا جہاں رکھا گیا تھا۔ اس کی بجائے غالباً کسی قسم کی کوئی تحریر ملی ہے.... فیاض کو مجھے ہسپتال میں نہیں بلوانا چاہئے تھا....! اگر میں حالات سے باخبر ہوتا تو خود ہی احتیاط رکھتا.... ذرا ٹھہرو میں اس سے اُس تحریر کے بارے میں معلوم کروں۔"

اس نے فون کی طرف مڑ کر فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... اور اُسے متوجہ کر کے ایسے سوالات کرتا رہا کہ وہ سب کچھ اگل دے....!

پھر بڑے سکون سے اس کی باتیں سنتا رہا اور بالآخر بولا "تم نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا.... اب وہ میرے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ اس تحریر کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے.... اچھا پیارے، خدا حافظ وہ تمہیں تو جہنم میں جانے کا مشورہ دے ہی چکے ہیں.... اب دیکھو میرا کیا بنتا ہے۔ مفت میں مارا گیا میں تو....!"

ریسیور رکھ کر وہ مسکراتا ہوا صفدر کی طرف مڑا....

"بہت باخبر لوگ ہیں!" اس نے کہا! "فیاض اب ٹھیک ہے! غالباً ہسپتال ہی میں کسی نے بحالت بے خبری اس کا علاج کر دیا! میری دانست میں فیاض پر کسی قسم کا زہر آزمایا گیا تھا.... میں خود بھی ایک ایسے سیال سے واقف ہوں کہ اگر جلد میں پیوست ہو جائے تو ایک مخصوص توڑ ہی آدمی کو اس کی اذیت سے نجات دلا سکتا ہے....!"

"تو گویا ہسپتال کے عملے ہی میں سے کوئی ہو سکتا ہے!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"حیرت کی بات نہیں! جب وہ لوگ فیاض کے آفس میں اپنے لئے جگہ بنا سکتے ہیں تو ہسپتال کی کیا حیثیت!"

صفدر کچھ نہ بولا! عمران کہتا رہا! "بہر حال یہ بات بھی اُن سے پوشیدہ نہ ہو گی کہ میں اکثر فیاض کے لئے کام کرتا رہا ہوں! اور یوں بھی میں شہر میں نیک نام نہیں ہوں۔ میرے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے فیاض کو وہاں ایک تحریر ملی ہے جس کے مطابق وہ لوگ جانتے ہیں کہ لفافہ کہاں ہے اور فیاض نے اُس کے سلسلے میں انہیں دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔"

"آخر وہ ہے کیا بلا....!"

"ابھی تک اس سے کوئی معقول نتیجہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا! ویسے میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔!"

"کیا اندازہ....!"

عمران جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف آندھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا ایڑیاں بجائیں اور سلیوٹ کر کے دانت نکال دیئے۔ باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔!

"سب ٹھیک ہو گیا باس!" اس نے لہک کر کہا۔

"اب شادی نہیں ہو گی....!"

عمران نے طویل سانس لی اور منہ چلاتا ہوا صفدر کی طرف دیکھنے لگا!

"یقین کرو باس سب ٹھیک ہو جائے گا۔!" جوزف نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پروفیسر سے تو ملاقات نہیں ہو سکی۔ لیکن اس کی سیکرٹری نے مجھے یقین دلایا ہے کہ میرے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی....!"

"بھلا اس کی سیکرٹری کیا کر سکے گی۔" عمران مایوسانہ لہجے میں بولا۔

"اس نے وعدہ کیا ہے....!"

"کیا وعدہ کیا ہے؟"

"یہی کہ وہ پروفیسر سے اس کے لئے کوئی تدبیر کرا دے گی۔!"

"اُو....جوزف کر لے شادی ورنہ پچھتائے گا....!"

"کیا قصہ ہے!" صفدر نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔!

"کسی نجومی کی پیش گوئی ہے کہ اسے اس سال شادی کرنی ہی پڑے گی۔!"
صفدر ہنسنے لگا اور جوزف جھینپ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا!
کچھ دیر خاموشی رہی اور پھر وہی مسئلہ چھڑ گیا....!
صفدر کو اس پر تشویش تھی کہ اب وہ لوگ عمران کے پیچھے پڑ جائیں گے۔



رافیہ سموناف اس احمق نیگرو کو رخصت کر کے پھر سبز کمرے میں واپس جانے ہی والی تھی کہ دروازے سے اوٹو ویلانی نمودار ہوا۔

اسکے چہرے پر ایک ہی بار رافیہ کی نظر پڑتی تھی! پھر جتنی دیر سامنا رہتا وہ نظر جھکائے رکھتی!

"کیوں.... بے بی.... کیا خیال ہے اس احمق کے بارے میں....!" اس نے رافیہ سے پوچھا۔

"کیا وہ ابھی جو یہاں موجود تھا!" رافیہ نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ہاں.... وہی....! اب وہ روز آئے گا اور تمہارا جی بہلاتا رہے گا۔!"

"لل.... لیکن.... آپ تو یہاں.... کسی ضرورت مند کی آمد پسند نہیں کرتے!"

"ٹھیک ہے.... مگر تم یہ تو دیکھو! وہ یہاں پہنچا کس طرح ہوگا! جب کہ اس کے علاوہ آج اور کوئی براہ راست مجھ سے ملنے کے لئے آ ہی نہیں سکا۔!"

"میں نے اس سے پوچھا تھا! اس نے بتایا کہ بڑی دشواریوں سے بذریعہ پوسٹ آفس پتہ معلوم کر سکا تھا۔!"

"بہر حال.... وہ یہاں تک آ ہی پہنچا! اسے کہتے ہیں روحانی لگاؤ۔!"

"میں نہیں سمجھی جناب....!"

"مجھے افریقہ اور وہاں کے بسنے والی نسلوں سے بے انداز محبت ہے....! اس وقت بھی میرا جسم یہاں ہے اور میری روح افریقہ میں بھٹک رہی ہے۔! بہر حال مجھے اس کے یہاں آنے جانے پر کوئی اعتراض نہیں!"

"میں اس کی دوستی کی خواہش مند نہیں ہوں!" رافیہ نے کس قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میری دانست میں کوئی برائی بھی نہیں ہے....! وہ بھی اُسی روح سے متعلق ہے جس کا میں پجاری ہوں.... خیر.... اچھا!.... اب تم اپنا کام دیکھو!"

رافیہ سبز کمرے میں واپس آگئی.... ابھی تک آج کی ڈاک نہیں دیکھی تھی.... روزانہ کی ڈاک سے آئے ہوئے خطوط جوابی لفافوں سے نتھی کر کے اوٹو ویلانی کی میز پر رکھے جاتے تھے.... اور وہ اُن خطوط کے جوابات ان سے نتھی کر دیتا تھا.... پھر اُن جوابات کو ٹائپ کرنا اور ملفوف کر کے ڈاک کے سپرد کرنا رافیہ سموناف کا کام تھا۔

نہ وہ آنے والے خطوط کا مطالعہ بغور کرتی تھی اور نہ ان کے جوابات کا.... بس مشینی طور پر اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھی۔!

لیکن ان خطوط سے متعلق ادھر کچھ دنوں سے ایک الجھن میں مبتلا ہو گئی تھی۔

پہلے جو خطوط آیا کرتے تھے ان میں کسی ایک جانور کا نام اور نام لکھنے کا وقت ہی درج ہوتا تھا۔! لیکن اب ان خطوط میں بعض ایسے بھی خطوط ہوتے جن میں جانوروں کے ناموں کی قطار در قطار نظر آتی.... وہ انہیں بھی دوسرے خطوط کے ساتھ جواب کے لئے رکھ دیتی! لیکن کچھ دنوں بعد اس نے محسوس کیا کہ خصوصیت سے ان خطوط کے جوابات نہیں دیئے جاتے۔!

اس قسم کے کچھ نہ کچھ خطوط اب تقریباً ہر ڈاک میں ہوتے تھے۔!"

پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی غلط جگہ آ پھنسی ہو نہ جانے کیوں دوسری قسم کے خطوط کے بارے میں شبہات میں مبتلا ہو گئی تھی! کئی طرح کے خیال آتے.... کچھ دیر ان کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتی رہتی پھر اپنے کام میں لگ جاتی۔!

آج بھی ایسے ہی تین خطوط اس نے تازہ ڈاک سے چھانٹے تھے اور انہیں بغور دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسے تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن آس پاس کوئی بھی نظر نہ آیا۔

اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹی!.... راہداری سنسان پڑی تھی۔!

"کون ہے؟...." بالآخر اس نے کانپتی ہوئی بلند آواز میں پوچھا لیکن بازگشت کے علاوہ کچھ نہ سن سکی۔

وہ پھر کمرے میں واپس آگئی! یہاں بھی پہلے ہی کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کرسی پر بیٹھنے کی ہمت نہ پڑی... وہ سرگوشی واہمہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے اسکے الفاظ من و عن یاد تھے۔

ایک بار پھر وہ غیر ارادی طور پر دروازے کی طرف جھپٹی! ٹھیک اسی وقت راہداری سے قدموں کی چاپ بھی سنائی دی.... ساتھ ہی اوٹو ویلانی نے آواز دی "سموناف.... کیا یہ تمہاری آواز تھی۔!

وہ راہداری میں نکل آئی۔اوٹو سامنے کھڑا تھا۔!

"کیا بات ہے۔!" اس نے پوچھا۔ "کیا چیخ تمہاری تھی۔!"

"جج.... جی ہاں۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی! "میں نے ایک پُراسرار سرگوشی سنی تھی!"

"کیا مطلب....!" وہ چونک پڑا۔

"کسی نے مجھ سے کہا تھا! ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو۔ یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

"اوہ.... اوہ.... تم کن خطوط کا تذکرہ کر رہی ہو۔!"

"وہ جن میں بہت زیادہ جانوروں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔!"

"ذرا پھر تو دہرانا سرگوشی کے الفاظ۔!"

"ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو.... یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

"کیا میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں؟" اوٹو کی آواز جوشِ مسرت سے کانپ رہی تھی۔!

"مم.... میں نہیں سمجھی جناب۔!"

"اب تم میرے لئے ایک بہت ہی محترم ہستی ہو! مادام سموناف....!"

"آپ.... مم.... میرا.... مضحکہ اڑا رہے ہیں.... جناب!" وہ جھینپ کر بولی۔!

"نہیں.... ہرگز نہیں.... میں بڑے خلوص کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہا ہوں یہ چالیسواں سال ہے اس روح کی پوجا کرتے.... لیکن وہ آج تک مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی.... تم خوش نصیب ہو مادام سموناف.... میں بھی خوش نصیب ہی ہوں کہ اس روح نے تمہیں میڈم بنایا ہے۔"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔!"

"آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گی!" اوٹو نے کہا اور آنکھیں بند کر کے زیرِ لب کچھ بڑبڑانے لگا۔!

رافیہ کی الجھن بڑھتی جارہی تھی۔ آخر کب روح نے اُسے میڈم بنایا ہے اور کیوں! یہ کیا ہو رہا ہے؟ ابھی تک وہ اوٹو ویلانی کو ایک پیشہ ور نجومی سمجھتی رہی تھی۔ لیکن یہ روحوں والی بات

اس کی سمجھ میں نہ آسکی!

دفعتاً اوٹو آنکھیں کھول کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آؤ میرے ساتھ آؤ.... میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔!"

وہ اسے دوسرے کمرے میں لایا! یہاں دیواروں پر قدیم مصری اصنام کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور عجیب سی خوشبو فضا میں پھیل رہی تھی!

"بیٹھ جاؤ....!" اوٹو ویلانی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ بے حد سنجیدہ نظر آرہا تھا۔!

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ پھر بولا! "یہ کہانی مصر کے ایک قبرستان سے شروع ہوتی ہے! مجھے روحانیت سے دلچسپی تھی۔ زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف جنونوں کا شکار رہا ہوں۔ کبھی جڑی بوٹیوں کا چکر کبھی ستاروں کا خبط اور کبھی قدیم روحوں سے رابطہ قائم کرنے کا شوق۔ بہر حال اُن دنوں میں روحانیت کے جنون میں مبتلا تھا۔!"

ویلانی خاموش ہو گیا اور رافیہ ہمہ تن سوال بنی بیٹھی رہی۔!

ویلانی نے دوبارہ سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔ "وہ ایک بہت پرانی قبر تھی.... مقبرے کی عمارت منہدم ہو چکی تھی اور زمین میں ایک جگہ غار سا تھا.... میں اس میں اتر گیا سخت بدبو اور گھٹن تھی لیکن میں ٹارچ کی روشنی کے سہارے آگے بڑھتا ہی رہا۔

آخر اس طرح ایک بہت بڑے تابوت تک میری رسائی ہوئی بدقت تمام اس کا ڈھکن کھول سکا! اس میں ایک حنوط کی ہوئی لاش تھی۔! اس دن میں نے ڈھکنے کو اسی طرح بند کر دیا اور چپ چاپ واپس آگیا.... دوسرے دن کیمرہ اور فلش گن لے کر گیا اور اس حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر کھینچی۔ اب جو اس قبر سے باہر آیا ہوں تو ایسا لگا جیسے کوئی میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔

اوٹو ویلانی کی آواز بتدریج گھٹ رہی تھی! اور وہ یہی جملہ دہرائے چلا جا رہا تھا

"جیسے کوئی میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہو....!"

وہ حیرت اور خوف سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ ویلانی کی آنکھیں بھی بند ہوتی جا رہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سر کرسی کی پشت گاہ پر ڈھلک گیا۔ وہ غالباً بے ہوش ہو چکا تھا!

رافیہ سموناف بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!



عمران جیسے ہی فلیٹ سے نکل کر زینے طے کرنے لگا! کسی نے نام لے کر اسے آواز دی! وہ نیچے اترتے اترتے رک کر مڑا.... ساتھ ہی گال پر کوئی ٹھنڈی سی چیز لگی اور وہ اچھل پڑا۔ زینوں پر اندھیرا تھا۔ پیر پھسلا تو بقیہ زینے پیروں کو تکلیف دیئے بغیر ہی طے کر ڈالے.... نیچے فٹ پاتھ پر آگرا.... لیکن چوٹ کا احساس کسے تھا! بس وہ داہنے گال کو دبائے پڑا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بے شمار ننھی ننھی چنگاریاں کھال میں پیوست ہو گئی ہوں.... یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ دوسری جسمانی چوٹیں اس میں دب کر رہ گئی تھیں.... وہ ویسے ہی گال دبائے ہوئے اٹھا اور پھر زینوں کی طرف جھپٹا۔ اندھیرے کی پرواہ کیے بغیر زینے طے کرتا ہوا اوپر جانے لگا۔

اوپر پہنچ کر اپنے فلیٹ کے دروازے پر دو ہتھڑ چلانے شروع کیے۔ سلیمان اندر تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر اسے حیرت سے دیکھا!

عمران اُسے دھکا دے کر اندر گھستا ہوا غرایا! دروازہ بولٹ کروے۔!"

"کیا بات ہے صاحب!" سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"دروازہ بولٹ کردے....!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔

سلیمان نے دروازہ بولٹ کر دیا اور حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھتا رہا۔

"ابے پیاز....!" عمران دانت پر دانت جمائے کراہا۔!

سلیمان جھپٹا اور اندر گیا اور پانی کا گلاس لیے ہوئے واپس آیا۔

عمران مسہری پر گر چکا تھا.... سلیمان کے ہاتھ میں گلاس دیکھ کر بھنا گیا۔

"پیاس نہیں پیاز....!" وہ حلق کے بل بولا۔

"پیاز....!" سلیمان نے متحیرانہ دہرایا۔ جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔!" پیاز سے کیا ہوگا۔ ڈاڑھ کے درد میں تو۔!"

"او مردود.... پیاز چھیل کر.... عرق.... برانڈی میں۔!"

"سبحان اللہ.... یا تو پیئیں گے نہیں.... یا پیاز کا عرق ملا کر....!"

"خاموش....!" عمران دہاڑا پھر خود ہی باورچی خانے کی طرف جھپٹا! ادھر ادھر ہاتھ مار کر کہیں سے پیاز کی گٹھلی نکالی اور خود ہی اُسے چھیلنے بیٹھ گیا۔

"لائیے.... لائیے....! سلیمان ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا" پیاز کے عرق سے نشہ نہیں اترتا۔!"

"او مردود.... خبیث خاموش رہ....!" عمران مکا ہلا کر کراہا۔!

"اچھا صاحب! کدو کے چھلکے سے بھی نشہ اتر جاتا ہے.... مجھے کیا!" سلیمان نے برا سامنہ بنا کر کہا اور پیاز کچلنے بیٹھ گیا۔

عمران جوزف کے کمرے کی طرف بڑھا۔ لیکن جوزف کو وہاں نہ پاکر جان ہی تو نکل گئی! جوزف سلیمان کی وجہ سے اپنی بوتلیں چھپا کر رکھتا تھا! لہذا اس کی عدم موجودگی میں ان کا ڈھونڈھ نکالنا کارے دارد۔!

وہ پھر باورچی خانے میں واپس آیا۔ اتنی دیر میں سلیمان نے پیاز کے عرق کی خاصی مقدار ایک پیالی میں جمع کر لی تھی!

"اسپرٹ ہے.... اسپرٹ!" اس نے سلیمان سے پوچھا۔

"ہاں ہے.... لیکن اس کالے سے چھپا کر رکھنی پڑتی ہے۔ شیشوں کی صفائی کرنے کے لئے لاتا ہوں!"

"ابے تو.... لا جلدی سے!" عمران اسی طرح دانت پر دانت جمائے ہوئے بولا۔

تکلیف بے حد بڑھ گئی تھی۔

سلیمان عرق کی پیالی وہیں چھوڑ کر باہر چلا گیا! واپسی پر اسپرٹ کی بوتل اسکے ہاتھ میں تھی! عمران نے بوتل چھین کر اسے باہر دھکیل دیا اور جب وہ کچن کا دروازہ بند کر کے اُسے بولٹ کر رہا تھا تو سلیمان کو بڑبڑاتے سنا۔ "کچھ ٹھیک نہیں ہے آدمی کا کب کیا ہو جائے۔ شراب نہیں ملی تو اسپرٹ اور پیاز کا عرق۔ کہیں کلیجہ کاٹ کر نہ رکھ دے۔!"

عمران اس کی بکواس پر توجہ دیئے بغیر پیاز کے عرق کی پیالی میں اسپرٹ انڈیلتا رہا۔!

پھر اس محلول سے رومال تر کر کے گال پر رکھ لیا.... فوراً ہی ایسا معلوم ہوا جیسے چنگاریوں پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے ہوں۔

"دروازہ کھولئے!" سلیمان نے باہر سے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔

عمران خاموشی سے بار بار وہی عمل دہراتا رہا اور بالآخر گال میں ٹھنڈک پڑ گئی!

سلیمان کی اوٹ پٹانگ بکواس جاری تھی۔ "پتہ نہیں نشے میں ہیں یا نشے کے لئے یہ سب کچھ

رہے ہیں۔!"

دفعتاً عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ لیکن داہنا گال اب بھی دبائے ہوئے تھا....!اب باقاعدہ قسم کی کراہیں بھی نکل رہی تھیں۔

"آخر بتاتے کیوں نہیں.... کیا ہوا ہے!" سلیمان نے جھلا کر پوچھا!

"آگ لگی ہوئی ہے گال میں....!"

"ہوا کیا....؟"

"زینے پر کسی نے گال پر کچھ کیا تھا!"

"وہی ہوا آخر جس کا ڈر تھا....!" سلیمان نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا ہوا....؟" عمران غرا کر پلٹا!

"مس چھوٹو بھائی.... آپ کو بُری طرح گھورا کرتی ہے!" سلیمان نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "آج تو زینے کا بلب ہی فیوز ہو گیا ہے شائد!"

"ابے کیوں بکواس کرتا ہے.... ہائے.... ارے.... اُوف....! میں کیا کروں۔!"

عمران اسی طرح کراہتا ہوا کمرے میں آیا اور پلنگ پر ڈھیر ہو گیا! حقیقتاً اب ذرہ برابر بھی جلن باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چینی ظاہر کر رہا تھا!



رافیہ سموناف دبے پاؤں سبز کمرے میں داخل ہوئی! ہوٹل سے چلتے وقت اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اوٹو ویلانی سے اس کی کہانی کا بقیہ حصہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ خواہ مخواہ خود کو پراگندگی کے حوالے کر دینے سے کیا فائدہ۔!

پچھلے دن ویلانی کے بیہوش ہو جانے پر وہ کیسی بدحواس ہوئی تھی سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ بڑی دیر تک تو وہ خود بھی سکتے کے سے عالم میں رہی تھی۔ پھر ویلانی بخود ہوش میں آیا تھا۔

اور اس نے رافیہ سے بڑی نحیف آواز میں کہا تھا کہ وہ اپنے ہوٹل واپس جا سکتی ہے وہ بے حال ہو کر اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے ہوٹل واپس آگئی تھی۔

پھر اُسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اوٹو ویلانی کس حال میں رہا تھا!

اس وقت سبز کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ایک قد آدم تصویر پر پڑی جو اس سے
پہلے اس کمرے میں نہیں تھی۔ یہ فوٹوگراف ہی تھا پینٹنگ نہیں تھی۔

وہ دروازے کے قریب ہی رُک کر اُسے دیکھتی رہی۔

حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر۔! اس سے پہلے بھی ایسی تصویریں بہت دیکھ چکی تھی.... وہ
لاپروائی سے اپنی میز کی طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ دفعتاً وہیں ٹھٹھک گئی! وہ تصویر.... ایسی
صورت پہلے کہاں دیکھی تھی! کسی جاننے والی سے مشابہت رکھتی ہے۔ وہ سوچنے لگی۔ ہونٹوں کی
بناوٹ نکیلی ناک.... اور گالوں کی ہڈیوں کا ابھار۔ ''اونہہ'' وہ بڑبڑائی اور اپنی میز پر آ بیٹھی.... کام
شروع کرنے سے پہلے وینٹی بیگ سے آئینہ نکال کر میک اپ کا جائزہ لینے کی عادت تھی۔ اس وقت
بھی غیر ارادی طور پر آئینہ وینٹی بیگ سے نکال لیا اور پھر بری طرح چونکی۔ بوکھلا کر کھڑی ہوگئی۔

اب وہ اس قد آدم تصویر کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہی تھی۔

اب اسے احساس ہوا کہ مشابہت تو خود اس سے تھی۔ ہونٹوں کی بناوٹ وہی تھی۔ گالوں کی
ہڈیوں کے ابھار بھی ویسے ہی تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اپنے بال اوپر کی طرف سمیٹ لیتی تو پیشانی کی
بناوٹ بھی اس سے مختلف نہ نظر آتی۔

پتہ نہیں کیوں اس کے پیر کانپنے لگے تھے اور جسم خالی خالی سا معلوم ہونے لگا تھا۔ دفعتاً ایک
نرم سی سرگوشی کمرے کی خاموش فضا میں پھر گونجی۔

''ڈرو نہیں۔ تم میری پرچھائیں ہو.... میں تمہارے ہی توسط سے دنیا پر دوبارہ حکومت
کروں گی۔ میرے پجاری اوٹو ویلانی سے کبھی الگ نہ ہونا۔ اور اپنی پاکیزگی بھی برقرار رکھنا....
میری پرچھائیں ہو.... تم میری پرچھائیں ہو.... تم میری پرچھائیں ہو....!''

سرگوشی بتدریج مدہم ہوتی ہوئی کمرے کے سکوت میں مدغم ہوگئی وہ چند لمحے تو بے حس و
حرکت وہیں کھڑی رہی پھر بے تحاشہ راہداری میں نکل آئی.... آج شاید وہ پہلی بار اوٹو ویلانی کو
اس طرح آوازیں دے رہی تھی۔

''مسٹر ویلانی.... مسٹر ویلانی.... آپ کہاں ہیں۔ مسٹر ویلانی....''

راہداری کے سرے پر ویلانی دکھائی دیا جو غالباً اس کی آواز سن کر کسی کمرے سے باہر نکلا تھا۔

''کیا بات ہے۔ کیا بات ہے!'' وہ رافیہ کی طرف جھپٹا۔

لیکن اب رافیہ بت بنی کھڑی تھی!

"کیا بات ہے سموناف...!"

وہ صرف اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی.... کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ نہ ملے۔

"کیا تم خوف زدہ ہو....؟" اوٹو نے پوچھا۔

رافیہ نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"پھر کیا بات ہے۔!"

"سرگوشی.... وہی سرگوشی....!" وہ بدقت کہہ سکی۔

"اوہ... کب... کیسے... مجھے بتاؤ... اور ادھر آؤ...." ویلانی کی آواز میں اضطراب تھا۔!

وہ اسکا بازو پکڑ کر اُسے ڈرائنگ روم میں لایا! اتنی دیر میں وہ بھی اپنے حواس پر قابو پا چکی تھی۔!

"مجھے بتاؤ.... بے بی.... کیا ہوا تھا۔!" ویلانی نے کچھ دیر بعد کہا۔

رافیہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کچھ دیر پہلے کا واقعہ دہرایا۔ ویلانی سر جھکائے سنتا رہا! کہانی کے ل حصوں پر اس نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش بھی دی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ طویل سانس لے کر بولا! "میں نے ہی وہ تصویر سبز کمرے میں ئی تھی۔ یہ اس روح کے جسم کی تصویر ہے جس کا تذکرہ کل میں نے تم سے کیا تھا! میں اسے بھی یم کرتا ہوں کہ وہ تم سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یقین کرو کہ میں نے یہ سب کچھ اسی روح ، اشارے پر کیا ہے...."

"روح کے اشارے پر!"

"ہاں.... بے بی.... کل میں اپنی کہانی پوری نہیں کر سکا تھا! ہو سکتا ہے اس مہربان روح ۃ اس معاملے کو اپنے طور پر طے کرنا چاہا ہو! بہر حال سنو۔ وہ روح اس واقعہ کے بعد سے میرے تھ ہی رہی ہے.... میں ہر وقت محسوس کرتا ہوں جیسے تنہا نہیں ہوں۔ کبھی کبھی تو خوف بھی لوم ہوتا تھا! عجیب سی ذہنی کیفیت سے دوچار تھا ان دنوں! اس ذہنی انتشار سے پیچھا چھڑانے لے لئے میں نے ایک عرب عامل سے رجوع کیا۔ اس کی کوششوں کی بنا پر میرے اور روح کے میان گفت و شنید کے لئے کچھ اشارے مقرر ہو گئے.... انہیں اشاروں میں اس روح نے مجھے طلع کیا کہ میں اس کے لئے مناسب جسم تلاش کروں بڑا دشوار مسئلہ تھا مناسب جسم کا مطلب

میں یہی سمجھ سکا کہ وہ جسم اس کی حنوط کی ہوئی لاش سے مشابہت رکھتا ہو.... کئی سال تک دنیا کے مختلف حصوں کی خاک چھانتا پھرا اور آخر کار میری خوش قسمتی سے لبنان میں تم نظر آگئیں! اُدھر روح نے اشاروں میں بتایا کہ ٹھیک ہے یہی مناسب رہے گی۔ میں تمہیں کبھی کچھ نہ بتا سکا! لیکن روح اب خود یہ چاہتی ہے کہ تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے۔ ابھی تک وہ مجھ سے اشاروں میں گفتگو کیا کرتی تھی لیکن اب یہ گفتگو تمہارے توسط سے الفاظ میں ہوا کرے گی! تم مجھ سے اکثر سبز کمرے کے متعلق پوچھتی رہی ہو۔! لیکن میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکا تھا! اب جب کہ تم باقاعدہ طور پر اس راز میں شریک کی جا رہی ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں اس کے بارے میں لاعلم رکھا جائے میں جہاں بھی قیام کرتا ہوں مجھے روح کیلئے ایک کمرہ مخصوص کرنا پڑتا ہے جہاں ہر چیز سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ بھی روح کی ہدایت کے مطابق ہی ہوتا ہے وہاں سبز رنگ کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ دخل نہیں پا سکتا۔ روح کی ہدایت کے مطابق ہی تم اب تک اس کمرے میں بٹھائی جاتی رہی ہو! یہ تو میں نے پہلے ہی دن محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے میک اپ میں روژ اور لپ اسٹک شامل نہیں ہوتے قدیم مصری خواتین کی طرح تم صرف غازے اور کاجل پر اکتفا کرتی ہو اگر لپ اسٹک بھی استعمال کرتی ہوتیں تو مجھے تم سے درخواست کرنی پڑتی کہ لپ اسٹک استعمال نہ کرو۔!"

ویلانی خاموش ہو گیا! رافیہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے! کچھ دیر بعد اس نے کہا!

"لیکن یہ سب کیوں؟ یعنی میری پوزیشن کیا ہوگی؟"

"گریٹ...." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! "کل تک تمہاری حیثیت ایک ملازم کی سی تھی.... لیکن آج میں تمہیں خود سے برتر سمجھتا ہوں! اب میرے بزنس میں تمہاری حیثیت ایک حصہ دار کی سی ہوگی!"

"یہ بزنس......!"

"ہاں..! اب روح ہمیں دنیا کے ان رازوں سے آگاہ کرے گی جن کا علم کسی کو بھی نہیں۔!"

"تو اس سے کیا ہوگا؟"

"بالکل صحیح قسم کی پیشین گوئیاں کی جا سکیں گی۔! ابھی تک میں علم کا سہارا لیتا رہا ہوں.... لیکن اب سارے مسائل بہ آسانی حل ہو جایا کریں گے۔ علم نجوم میں تو بعض اوقات حساب کی غلطی کی بنا پر بڑی بڑی لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اب دنیا کا سب سے بڑا کاہن بھی پیشین گوئی

میں میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا! بے بی۔ مادام سموناف اب ہم دونوں دنیا کی عظیم ترین ہستیاں ہیں۔
لیکن تم مجھ سے زیادہ عظیم ہو! میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔!"



ڈاکٹر پر ڈاکٹر آرہے تھے! لیکن عمران تھا کہ تکیے پر برابر سر پٹخے جارہا تھا! وہ ڈاکٹر بھی آئے جنہوں نے کیپٹن فیاض کو دیکھا تھا! لیکن پہلے ہی کی طرح اس کیس میں بھی ناکام رہے۔ عمران کی تکلیف کے پیش نظر مارفیا کے انجکشن لگانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن عمران کراہ کراہ کر کہتا رہا! جب آج تک ویسے کبھی افیون نہیں کھائی تو خواہ مخواہ اخیر وقت میں اس کے انجکشن لے کر کیوں عاقبت خراب کروں.... نہیں.... نہیں.... کوئی اور صورت نکالی جائے۔!"

فیاض بھی عیادت کے لئے آیا تھا! اس نے اُسے مشورہ دیا کہ ہسپتال میں داخل ہو جائے!

"ہرگز نہیں۔ وہاں اکثر مردے بدل جاتے ہیں!" عمران کراہ کر بولا۔

"فضول بکواس مت کرو۔! میں تمہارے داخلے کا انتظام کر چکا ہوں۔!"

"میں یہیں اس فلیٹ میں مرنا چاہتا ہوں۔!"

فیاض غالباً یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا کہ عمران کو بھی اسی قسم کی کوئی ہدایت ملی ہے یا نہیں جیسی اُسے ملی تھی۔! موقع ملتے ہی اس نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا!

"خدا کرے نہ ملے ہدایت!" عمران کانپتا ہوا بڑبڑایا.... ورنہ میں اس پر.... عمل کیسے کروں گا۔! کہاں رکھا ہے وہ لفافہ میرے پاس.... کیپٹن فیاض میری موت کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔!"

فیاض کچھ نہ بولا! پہلے ہی خود کو چور چور سا محسوس کر رہا تھا!

عمران کراہ کراہ کر بڑبڑاتا رہا! "دوسرے کے پھٹے میں ٹانگ اڑانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے...اے اللہ اب تو مجھے عقل عطا کر دے...ارے مجھے کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ اس چکر میں پڑنے کی۔!"

"کہتا تو ہوں ہسپتال میں داخل ہو جاؤ....!" فیاض جھلا کر بولا۔

"تمہارا کیا بنا تھا ہسپتال میں!"

"میں گھر پر تو صحت یاب نہیں ہوا تھا! دراصل اب مجھے اپنا یہ خیال درست نہیں معلوم ہوتا کہ میری بے ہوشی کے دوران میں کسی نے اس زہر کا توڑ مجھ پر آزمایا تھا! ممکن ہے یہ انہیں ادویات کا اثر ہو جو ڈاکٹر استعمال کراتے رہے تھے۔!"

"لیکن مورفیا کے انجکشن تو ضرور ہی لگیں گے۔!"

"ارے تم خواہ مخواہ بحث کیوں کرتے ہو! زبردستی اٹھوا لے جاؤں گا۔ ابھی فون کرتا ہوں ایمبولینس گاڑی کے لئے!"

"نہیں" اس نے جوزف کی بھرائی ہوئی سی آواز سنی اور چونک کر مڑا۔ جوزف دروازے میں کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔!

"کیا مطلب؟" فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ مس چھوٹو بھائی...."

"ابے کیا بکتا ہے!" عمران حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"تم چپ رہو باس! تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے"

"ہائے....!" عمران بے بسی سے کراہا۔

"یہ میں جانتا ہوں!" جوزف سینے پر ہاتھ مار کر بولا! "میں جانتا ہوں کہ کیا ہوگا! اس خنزیر کی بچی نے پہلے مشکولی چبائی ہوگی پھر سبزی کی پتیاں چبا کر تمہارا بوسہ لیا ہوگا....!"

"ابے.... کیوں.... ہائے....!" عمران نے کمزور سی آواز میں کراہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

اب فیاض کبھی عمران کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی جوزف کی طرف.... جوزف کے پیچھے سلیمان بھی کھڑا نظر آیا۔

"جی ہاں کپتان صاحب!" اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا! "مس چھوٹو بھائی بہت عرصہ سے صاحب کے چکر میں ہے! کبھی مسکراتی ہے کبھی سیٹیاں بجاتی ہے! اور کبھی....!"

"ابے.... چپ!" عمران اچھل کر اٹھ بیٹھا!

"نہیں.... تم بتاؤ کیا بات ہے....!" فیاض نے سلیمان سے کہا۔

"بس کیا بتاؤں صاحب.... جب میں نے کالئے سے اس کے متعلق بتایا یہ کہنے لگا ٹھیک ہے اس نے انتقام لینے کے لئے ایسا کیا ہوگا۔ اور پھر صاحب میں نے شام ہی کو اُسے زینے والے بلب کو بھی چھیڑتے دیکھا تھا!"

"یہ کون ہے مس چھوٹو بھائی....!" فیاض عمران کی طرف مڑا۔

"انہیں کم بختوں سے پوچھو! میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں!"

"تم بہت بھولے ہو باس!" جوزف بول پڑا "یہ عورتوں کا معاملہ ہے اسلئے تم اپنی عقل نہ چلاؤ۔!"

"اچھا بد معاشو! تمہیں چلاؤ اپنی عقل!" عمران انہیں گھونسہ دکھا کر بولا۔

"اسی گیلری کے تیسرے فلیٹ میں رہتی ہے۔" سلیمان نے فیاض سے کہا۔

"کیا عمر ہے۔!"

"اجی بس یہی سولہ سترہ سال۔ آفت کی پڑیا.... پتہ نہیں ماں کے پیٹ میں کیسے رہی ہو گی سالی.... وہ سیٹیاں بجاتی ہے۔ وہ شور مچاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔"

عمران لیٹا لیٹا ہولے ہولے کراہتا رہا!

"کیوں؟" فیاض نے اسے مخاطب کیا۔ "اب بتاؤ کیا خیال ہے....!"

"ارے چھوڑو میرا پیچھا تم لوگ.... خدا سمجھے....!"

"یا پھر دوسری بات ہو سکتی ہے!" جوزف جو ابھی تک کچھ سوچتا رہا تھا پر تشویش لہجے میں بولا۔ "خیر خیر اسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔ میں ابھی آیا.... باس تم یہاں سے ہر گز کہیں نہ جانا۔!"

وہ فلیٹ سے باہر نکلا.... فیاض احمقانہ انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا.... پھر سلیمان کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا "میرے ساتھ آؤ۔!"

سلیمان اس کے پیچھے بیرونی گیلری تک آیا۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے....!" فیاض نے اس سے کہا۔

"مس چھوٹو بھائی....!"

"کیا ہوا تھا....!"

"زینے پر اندھیرا تھا۔! باہر جانے کے لئے نکلے تھے.... پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ ڈاڑھ دبائے چیختے ہوئے واپس آئے.... کہنے لگے.... اندھیرے میں گال پر کچھ ہوا ہے.... آگ لگی ہوئی ہے.... پھر اسپرٹ میں پیاز کا عرق ملا کر پی گئے....!"

"ہوں.... اور وہ لڑکی.... کیا اس وقت تمہیں وہ بھی دکھائی دی تھی....!"

"نہیں جناب عالی! وہ تو نہیں دکھائی دی تھی۔!"

"اور یہ تمہارا ہی خیال ہے کہ اسی نے کچھ کیا ہو گا۔!"

"جی ہاں....!"

"بس بنا پر....!"

"جی بس وہ.... یعنی کہ.... میں نے اکثر دیکھا ہے۔ وہ صاحب کو دیکھ کر مسکراتی ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے سیٹیاں بجاتی ہے۔!"

"اور یہ حضرت....!"

"ارے یہ حضرت..." وہ ہنس کر بولا! "اسی لائق ہوتے تو یہ دن دیکھنا کیوں نصیب ہوتا۔!"

"فضول باتیں مت کرو.... کیا وہ اُس سے بات چیت کے لئے رکتا تھا؟"

"نہیں جناب کبھی نہیں.... میں نے تو کبھی نہیں دیکھا! یہ تو شاید یہ بھی نہ جانتے ہوں گے کہ وہ سارا غل غپاڑہ انہیں کے لئے ہوتا ہے۔!"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "اچھا میں جا رہا ہوں اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے گھر پر یا آفس میں فون کر لینا۔!"

فیاض چلا گیا! سلیمان کمرے میں واپس آیا....! عمران گال دبائے اکڑوں بیٹھا تھا....! سلیمان کو دیکھتے ہی برس پڑا۔

"ابے یہ تم دونوں نے.... مس چھوٹو بھائی کا کیا قصہ نکالا تھا!"

"میں کیا جانوں.... اسی کالئے سے پوچھئے.... میں نے تو صرف شبہ ظاہر کیا تھا کہنے لگا ٹھیک ہے یہی ہوگا.... یہ پتی چبائی وہ پتی چبائی اور پیار کرنے کے بہانے گال پر تھوک کی پچکاری چھوڑ دی جو کھال سے گذرتا ہوا گوشت میں پیوست ہو گیا! آگ لگ گئی گال میں.... اپنے خالہ زاد بھائی کا قصہ بھی سنایا کہ کیسے ایک لڑکی نے اس سے اس کی بے وفائی کا انتقام لیا تھا۔!"

"بکواس بند کرو! اب اگر اس قسم کی کوئی بات کسی کے سامنے زبان سے نکلی تو کھال کھنچوا دوں گا۔"

"اچھا وہی تھی نا صاحب!" سلیمان نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔!

"او خبیث.... دور ہو جا یہاں سے!" عمران گھونسہ دکھا کر دہاڑا۔

سلیمان برا سا منہ بنائے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔!

عمران آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا پھر کراہا! دو دن سے یہ ڈھونگ جاری تھا! لیکن ابھی تک اُن نامعلوم آدمیوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی پیغام نہیں ملا تھا۔!

فیاض کو اسی قسم کی سزا اس لئے ملی تھی کہ وہ ان کے طلب کرنے پر پلاسٹک کا لفافہ مہیا

نہیں کر سکا تھا! اس کے ساتھ ہی وارننگ بھی ملی تھی کہ اگر اس نے وہ لفافہ ان کے حوالے نہ کیا تو اس اذیت سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہ پا سکے گا۔!

یہاں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی! پھر آخر اس اذیت دہی کا کیا مطلب تھا؟

کیا وہ لوگ اس سے باخبر ہو گئے تھے کہ اس نے خود ہی اپنا علاج کر لیا ہے۔

عمران آنکھیں بند کئے پڑا سوچتا رہا۔ لیکن اس دوران ہلکی ہلکی کراہیں اسی طرح اس کے حلق سے آزاد ہوتی رہی تھیں جیسے وہ سچ مچ کسی بہت بڑی اذیت میں مبتلا ہو کر ضبط کے باوجود بھی اس کا اظہار نہ ہونے دینے میں کامیاب نہ ہو پا رہا ہو۔

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہو کر بولا! "کیا تم جاگ رہے ہو باس!"

"کیوں کیا ہے!" عمران کا لہجہ جھلاہٹ سے پاک نہیں تھا۔!

"سب ٹھیک ہو جائے گا باس! وہ آگئی ہیں۔!"

"کون....!"

"مادام رافیہ سموناف.... جن کی ماں عرب تھیں اور باپ ایک جلاوطن روسی.... ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہیں....!"

"کیا بک رہا ہے....!"

"میں پہلے بھی ان کا تذکرہ کر چکا ہوں! وہ پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں۔ میں نے ان سے تمہارا تذکرہ کیا تھا! انہوں نے پروفیسر کے مشورے پر یہاں آنا منظور کر لیا تھا!"

"مگر تو کیوں لایا ہے انہیں۔!"

"اپنے علم کے ذریعے پتہ لگا لیں گی کہ تم پر کس قسم کی روح کا حملہ ہوا ہے۔!"

"اور وہ مس چھوٹو بھائی....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ارے باس!" جوزف نے دانت نکال دیئے۔ سلیمان نے مجھے بہکا دیا تھا! یہ سو فیصدی کسی کی روح کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"مادام رافیہ سموناف.... تمہیں بس ایک نظر دیکھنا چاہتی ہیں۔!"

"عینک لگاتی ہیں یا نہیں....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں....! کیوں....!"

"آج کل میں الٹرا مائیکروا سکوپک ہو رہا ہوں!"

"بس اب چپ رہو باس! میں انہیں یہاں لا رہا ہوں!"

"جیسی تیری مرضی....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بے بسی سے بولا۔!

جوزف کمرے سے چلا گیا اور عمران نے پھر کراہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر بعد قدموں کی چاپ سُن کر آنکھیں کھولنی ہی پڑیں۔

جوزف کے قریب ایک دل کش لڑکی نظر آئی۔ جس کے جسم پر سبز رنگ کا لبادہ تھا! اور سبز ہی رنگ کے رومال میں سر کے بالوں کو اس طرح سمیٹا گیا تھا کہ وہ پگڑی سی لگنے لگی تھی! پیروں میں بھی سبز رنگ کے سینڈل تھے۔!

عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولی...."آپ لیٹے رہئے....!"

"شکریہ!" کہہ کر عمران نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔!

آنکھیں بند کر لیں اور ہولے ہولے کراہتا رہا۔!

"کس طرف تکلیف ہے....!" لڑکی نے آہستہ سے جوزف سے پوچھا۔!

جوزف نے اسی گال کی طرف اشارہ کیا جس پر عمران ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔!

"ذرا پل بھر کے لئے ہاتھ ہٹا لیجئے!" اُس نے عمران سے کہا۔

عمران نے کراہ کر آنکھیں کھولیں! اور اس گال پر سے ہاتھ ہٹا لیا! وہ اُسے دیکھتی رہی! تھوڑی دیر بعد بولی!"پروفیسر کا خیال درست معلوم ہوتا ہے یہ کسی روح کی کارگزاری نہیں معلوم ہوتی....!"

"پھر....!"

"ان کے کسی دشمن کی حرکت ہے.... کوئی زہریلا مادہ جلد میں پیوست ہو گیا ہے۔!"

"یہ بھی یہی کہتے ہیں.... اندھیرے میں کوئی سرد سی چیز گال سے مس ہوئی تھی اور! ٹھنڈک سوزش میں تبدیل ہو گئی تھی۔!"

"بہر حال اگر یہ انسانی کارنامہ ہے تو پھر ادویات کا ہی سہارا لینا پڑے گا۔!" لڑکی بولی۔

"پتہ نہیں کتنے انجیکشن لگ چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک تو فائدہ نہیں ہوا!" جوزف کہہ

بولا!"آپ ہی کچھ کیجئے۔ان کی تکلیف مجھ سے نہیں دیکھی جاتی!"

"کیا تم انہیں ہماری قیام گاہ تک لے چلو گے۔ پروفیسر جڑی بوٹیوں کے بھی ماہر ہیں۔!"

"کیوں باس چل سکو گے!" جوزف نے عمران سے پوچھا۔

"مجھ سے تو ہلا بھی نہیں جاتا!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔!

"ہمت کیجئے.....!" لڑکی نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔!

"کہاں جانا ہوگا۔!"

"تم فکر نہ کرو باس! میں ان کی کوٹھی کا راستہ جانتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے.... میں لباس تبدیل کرلوں۔!"

"ارے کیا کرو گے باس۔!" جوزف جلدی سے بولا "تم تو سلیپنگ سوٹ میں بھی اچھے لگتے ہو۔!"

"شٹ اپ....!" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کر اُس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا پرائیویٹ فون رکھا تھا....!

دانش منزل کے نمبر ڈائیل کر کے بلیک زیرو کو مخاطب کیا۔!

"میں دس منٹ بعد اپنے فلیٹ سے نکلوں گا۔ ایک سبز پوش غیر ملکی لڑکی میرے ساتھ ہوگی۔ جوزف بھی ہوگا! ہمارا تعاقب کیا جائے اور ہم جس عمارت میں داخل ہوں اس وقت تک اس کی کڑی نگرانی کی جائے جب تک کہ ہم دوبارہ باہر نہ آئیں....!"

"اوکے سر!" دوسری طرف.... سے آواز آئی اور عمران نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا۔!

جوزف اُسے ٹیکسی پر لایا تھا۔ جو واپسی کے لئے بھی انگیج کرلی گئی تھی! لہذا فلیٹ سے نیچے آتے ہی وہ روانہ ہوگئے۔

عمران برابر کراہے جارہا تھا.... جوزف اور رافیہ خاموش تھے!

کچھ دیر بعد ٹیکسی موڈل کالونی کی ایک شاندار عمارت کے پھاٹک میں داخل ہوئی۔! عمران بڑبڑانے لگا! "پتہ نہیں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانی پڑیں گی۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو صحیح طور پر میری دیکھ بھال کر سکے.... کاش میں ایک ننھا سا بچہ ہوتا ماں کی گود میں....!"

آخری جملہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی! پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اپنی بے ساختہ قسم کی ہچکیوں کو دبانے کی کوشش تو کر رہا ہو۔ لیکن کامیابی نہ ہو رہی ہو۔!

"ارے ارے.... نہیں.... نہیں.... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!" رافیہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں جلدی سے بولی۔!

"باس کے ماں باپ کوئی نہیں ہیں!" جوزف نے اگلی سیٹ سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! غالباً اس نے بھی یہ جھوٹ محض اسلئے بولا تھا کہ رافیہ کی نظروں میں وہ اور زیادہ رحم کا مستحق ہو جائے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔!" رافیہ عمران کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔ بس پھر کیا تھا! عمران کی ہچکیاں دہاڑوں میں تبدیل ہو گئیں۔

ٹیکسی پورچ میں رک چکی تھی! لیکن وہ سب بیٹھے ہی رہے۔ عمران کبھی اردو میں دہاڑیں مارتا تھا اور کبھی انگریزی میں....!"

البتہ جوزف کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اُسے عربی میں سمجھائے یا انگریزی میں۔!

بدقت تمام وہ اُسے گاڑی سے اتارنے میں کامیاب ہوا.... اور سب ڈرائنگ روم میں آئے جوزف نے عمران کو سہارا دے رکھا تھا۔!

"آپ لوگ بیٹھیں...!" رافیہ نے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "میں پروفیسر کو اطلاع دینے جارہی ہوں۔!"

وہ چلی گئی اور جوزف رونی سی شکل بنائے عمران کی طرف دیکھتا رہا۔

عمران کی آنکھیں بند تھیں اور کراہیں جاری۔! کچھ دیر بعد رافیہ واپس آئی۔ جوزف نے بھی اُس کی آنکھوں میں عمران کے لئے رحم دلی کی جھلکیاں دیکھیں۔!

رافیہ نے جوزف سے کہا! "میں صرف مریض کو دوسرے کمرے میں لے جاؤں گی۔ تم یہیں بیٹھو گے....!"

"بہت اچھا.... مادام....!" جوزف نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے کہا۔!

رافیہ نے عمران کا بازو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلئے....!"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا اور لڑکھڑاتا ہوا چلنے لگا۔!

دوسرے کمرے میں بس اتنی ہی روشنی تھی کہ وہ دونوں متحرک سائے معلوم ہونے لگے تھے! ایک دوسرے کے خدوخال نہیں دیکھ سکتے تھے۔!

"یہاں بیٹھ جایئے....!" رافیہ نے اُسے ایک کرسی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔! "ٹھیک

اب آپ یہاں تنہا ہوں گے اور پروفیسر کی آواز بخوبی سُن سکیں گے۔!"

"روشنی تو کرتی جایئے۔!" عمران نے کراہ کر کہا۔!

"آواز اندھیرے میں بھی سنی جاسکتی ہے۔ آپ کی بھلائی اسی میں ہے۔ کچھ دیر کے لئے اندھیرا برداشت کرنا ہی پڑے گا۔!"

"جی بہت اچھا۔!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

رافیہ اُسے وہیں چھوڑ کر چلی گئی۔ دفعتاً ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت دور سے کسی کو پکار رہا ہو! پھر آہستہ آہستہ وہ آواز قریب آتی گئی۔ اب عمران اُسے بخوبی سُن سکتا تھا۔!

"سارے خانے خالی ہیں.... سارے خانے خالی ہیں۔ آسیب نہیں ہو سکتا۔! اس معاملے میں کسی کی بھی روح کو دخل نہیں ہے.... سو فیصدی کسی آدمی کا کارنامہ.... کیا تم سن رہے.... جواب دو۔!"

"میں سُن رہا ہوں۔!" عمران روہانسی آواز میں بولا۔!"خدا کے لئے مجھے اس اذیت سے نجات دلادو....!"

"تمہاری بات بھی میرے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔!" آواز آئی چند لمحے خاموشی رہی پھر کہا گیا۔!"یہ کسی ایسے آدمی کی حرکت ہے جس کی کوئی قیمتی چیز تمہارے پاس ہے۔!"

"آنٹی حمیدہ کی انگوٹھی ہو سکتی ہے.... اچھی لگی تھی پار کر لایا تھا۔!"

"نہیں....! انگشتریوں اور نگینوں کا خانہ خالی ہے۔!"

"خالی ہی رہنے دو.... انگوٹھی تو اب واپس ہونے سے رہی۔!"

"سنجیدگی سے سوچو! وہ کون سی چیز ہے جس کی واپسی کیلئے تمہیں دھمکیاں ملتی رہی ہیں۔!"

"آنٹی حمیدہ کو پتہ ہی نہیں.... دھمکیاں کیا دیں گی.... ہائے.... ارے.... مرا.... اوہ خدا کے لئے میرا علاج کرو....!"

"علاج ہو جائے گا.... لیکن میرے حساب سے تو تم اس کے بعد بھی محفوظ نہ رہ سکو گے .... اس بار شاید وہ دشمن اس سے بھی زیادہ خطرناک حربہ استعمال کرے۔!"

"ارے پہلے میری عقل تو ٹھکانے آئے.... پھر سوچوں گا کہ میں نے کسی کی کیا چیز دبا رکھی ہے.... اُف مرا.... اف فوہ اب تو جلن کچھ اور زیادہ بڑھ گئی ہے....!"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔! مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اپنے ہر فعل کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ لیکن
میں بلا معاوضہ کوئی کام نہیں کرتا.... تمہارے علاج کی قیمت پانچ سو روپے ہو گی۔!"

"مجھے منظور ہے۔!"

"اچھا تو پھر اسی کمرے میں واپس جاؤ.... رقم رافیہ سموناف کے ہاتھ پر رکھو.... علاج بھی
وہی کرے گی.... خدا حافظ....!"

کمرے کی فضا پر پھر وہی پہلے کا سا بوجھل سکوت طاری ہو گیا۔!

عمران اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا پھر ڈرائینگ روم میں واپس آیا۔

"کیا ہوا....؟" رافیہ کرسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔

"پانچ سو روپے اس وقت تو نہیں ہیں میرے پرس میں.... پھر کیا میں یہاں سے بے نیل
مرام واپس جاؤں گا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

عمران معالجے کی شرائط دہراتا ہوا گڑگڑایا۔ "خدا کے لئے کچھ کرو۔ ورنہ میں شاید اب دریا میں
خود کشی بھی کر لوں۔!"

"میں پروفیسر کو اس پر آمادہ کروں گی وہ فی الحال آپ سے کچھ نہ طلب کریں صحت یاب
ہو جانے کے بعد آپ ادا کر دیں گے۔!"

"بہت بہت شکریہ! میں یقیناً یہ رقم دو تین دن میں مہیا کر دوں گا۔!"

عمران ہائے وائے کرتا رہا۔! جوزف پر تشویش نظروں سے اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا!!
معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے عمران پر ترس بھی آ رہا ہو اور غصہ بھی۔!

کچھ دیر بعد رافیہ واپس آئی۔ اُس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے پروفیسر
سے تیز کلامی کرتی رہی ہو۔! اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اور شیشی میں سرخ رنگ کے سیال
کی تھوڑی مقدار نظر آ رہی تھی۔!

"اسے ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے اس جگہ لگاتے رہئے گا جہاں سوزش ہے۔!" رافیہ نے
شیشی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"خدا تمہیں خوش رکھے نیک دل خاتون....!" عمران شیشی لے کر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تم

چار دن کے اندر ہی اندر یہ رقم فراہم کروں گا! مفلس نہیں ہوں.... لیکن جوزف جیسے ملازمین کی وجہ سے اکثر بھیک مانگنے کی بھی نوبت آجاتی ہے.... چھ بوتلیں یومیہ پیتا ہے یہ مردود....!"

رافیہ کچھ نہ بولی! ویسے جوزف نے بڑے خلوص سے دانت نکال دیئے تھے۔!

واپسی کا سفر صرف جوزف کی معیت میں ہوا۔ عمران نے چپ سادھ لی تھی!



عمران اور صفدر دیر سے سر جوڑے بیٹھے تھے....! تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہتی پھر دونوں اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگتے۔

"اچھی بات ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا!"فی الحال ہم اوتو ویلانی کو اس معاملے سے الگ ہی رکھتے ہیں! لیکن اسے نہ بھولو کہ ویلانی سے دوچار ہونے کے بعد ہی یہ خط ہم تک پہنچا ہے۔!"

"ذرا پھر دکھائیے گا۔ وہ خط مجھے!" صفدر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔!

عمران نے تکئے کے نیچے سے ٹائپ کیا ہوا خط نکالا.... اور اُسے صفدر کی طرف بڑھاتا ہوا بولا!"یہ ٹائپ بھی اس ٹائپ سے مختلف نہیں ہے....!"

"کس ٹائپ سے۔؟"

"فیاض والا خط....!"

صفدر مضمون پر نظر جمائے ہوئے سر ہلانے لگا۔!

لکھا تھا۔!"لفافے کی واپسی پر رضامندی کا اظہار اپنے فلیٹ کے دروازے پر چاک سے کراس بنا کر کرو۔!"

"انہیں یقین ہے کہ لفافہ آپ ہی کے پاس ہے؟" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"کیوں نہ ہو! جب کہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"فیاض کو چاہئے تھا کہ مجھ سے مدد مانگنے کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیتا.... علی الاعلان ہسپتال میں نہ بلوانا چاہئے تھا۔! بہر حال میرا قدم درمیان دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا میں لفافے کے سلسلے میں انہیں چکر ضرور دوں گا۔!"

"اگر وہ لوگ آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں تو پھر آپ بھی اُن سے واقف ہی ہوں گے۔!"

"نہیں! میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔!"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اور فیاض کے تعلقات سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں.... اور کم از کم میرے بارے میں یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ میں کتنے مخلصانہ انداز میں اُو واقع ہوا ہوں!" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا! اور ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بھی بجی۔!

"ہیلو....!" وہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا!"ہاں.... عمران اوہ اچھا! لیکن پیارے یہ بات صرف اپنی ہی ذات تک رکھنا کہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں.... ہاں.... ہاں.... ملاقات ہونے پر بتاؤں گا... آرہے ہو! کیوں....؟ خیریت....؟ اچھا.... اچھا.... میں منتظر ہوں..! نہیں تنہا ہوں.... مطمئن رہو۔!"

ریسیور رکھ کر وہ صفدر کی طرف مڑا....!

"اب تم کھسک جاؤ۔!"

"کیوں۔؟"

"فیاض آرہا ہے۔! اس کے پاس کوئی اہم خبر ہے....! تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔!"

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ پر اعتماد کرے گا۔!"

"میں اکثر اُسے اس پر مجبور کر دیتا ہوں۔!"

صفدر نے وہاں سے چلے جانے میں دیر نہیں لگائی تھی! عمران نے جوزف اور سلیمان کو بھی کسی بہانے سے باہر بھیج دیا۔!

کچھ دیر بعد فیاض آگیا! لیکن اُس کے چہرے پر بشاشت نہیں تھی۔

عمران کے چہرے کی شگفتگی پر شاید اُسے حیرت ہوئی تھی۔!

"کچھ نہ پوچھو! یہ اپنا کلوٹا بڑے کام کا آدمی ہے۔!"

"کون جوزف۔!"

"ہاں....! علم نجوم سے دلچسپی اُسے ایک ایسے آدمی کے پاس لے گئی تھی۔ جو اس مرض کا علاج جانتا تھا۔! تم نے پروفیسر اوٹو ویلانی کے اشتہارات تو دیکھے ہوں گے....!"

"ہوں.... غالباً کہیں دیکھا تو ہے....!"

"بس وہی! جوزف نے اس کی سیکرٹری سے اس حادثے کا تذکرہ کیا تھا!"

"تو تم اب بالکل ٹھیک ہو۔!"

"بالکل سو پر فیاض.... لیکن دوسروں کی نظروں میں ابھی بیمار ہی رہنا چاہتا ہوں.... اور یہ بھی دیکھو....!"

اس نے وہی خط فیاض کی طرف بڑھادیا۔ جسے کچھ دیر پہلے صفدر دیکھ رہا تھا۔!

نہ جانے کیوں اس پر نظر پڑتے ہی فیاض کو ہنسی آگئی اور عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"اب بتاؤ.... برخوردار.... کہاں سے پیدا کرو گے لفافہ۔" فیاض نے کہا۔!

"اسی لئے تو نہیں ظاہر کرنا چاہتا کہ میں اس اذیت سے نجات پاچکا ہوں۔!"

"یعنی تم اُن کے لئے اپنی قوت برداشت کا مظاہرہ کرو گے۔!"

"یقیناً....!"

"تو پھر اب وہ کوئی اس سے زیادہ خطرناک حربہ استعمال کریں گے۔!"

"تمہارے لئے سولی پر بھی چڑھ جاؤں گا...." عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!" فرہاد نے لیلیٰ کو بھی اتنا نہ چاہا ہو گا۔!"

"بکواس مت کرو....! مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ تم اس اذیت سے نجات پا چکے ہو۔! اب میری بھی سنو۔!"

"میں سُن رہا ہوں....!"

"اس لاش کی شناخت ہو چکی ہے۔!"

"کون تھی....!"

"برازیل کے سفارت خانے کے ایک آفیسر کی بیوی....!"

"اُوہ.... خیر.... اچھا تو پھر....!"

"میں نے لاش کی تصویر کی تشہیر کرائی تھی۔ اور لاش سرد خانے میں محفوظ کر دی گئی تھی! اتفاقاً وہ اشتہار کئی دن بعد اس آفیسر کی نظر سے گذرا اور وہ میرے پاس دوڑا آیا۔!"

"تب تو اس نے اپنی بیوی کی گمشدگی کی رپورٹ پہلے بھی درج کرائی ہو گی۔!"

"یہی تو نہیں ہو سکا تھا۔! اس کے بیان کے مطابق اُس کی بیوی پندرہ دن پہلے اندرون ملک کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئی تھی۔!"

"لیکن روانگی کے دس دن بعد صرف اُسی پہاڑ تک پہنچ سکی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"دوسری اہم خبر یہ ہے کہ اُس آفیسر نے اپنی بیوی کی ڈائری بھی میرے حوالے کی ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا۔ "جانتے ہو ڈائری اُس کے ہاتھ کیسے لگی۔!"

"اگر اسی رفتار سے بتاتے رہے تو اگلے سال تک جان ہی جاؤں گا۔!"

"پانچ سال پہلے اس کی شادی ہوئی تھی اور بیوی نے اس سے کہا تھا اگر کبھی اُسے کوئی اچانک حادثہ پیش آجائے تو وہ بینک آف کینیڈا سے ضرور رجوع کرے۔ حادثہ سے مراد اچانک موت ہی تھی! اس نے اس کی وضاحت کر دی تھی۔ آفیسر صاحب سمجھے تھے کہ شاید اس نے کوئی بڑی رقم محفوظ کر رکھی ہے جو اس کی موت کے بعد ان کے حصے میں آئے گی۔ لہٰذا بیوی کی موت کی تصدیق ہو جانے کے بعد جب وہ اس کے حوالے سے بینک آف کینیڈا پہنچے تو ایک لاکر کی کنجی اُن کے حوالے کر دی گئی.... اور اس لاکر میں اس ڈائری کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔!"

فیاض خاموش ہو گیا....! اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "اور اُس ڈائری سے ایک خوفناک گروہ کا سراغ ملنے کے امکانات ہیں۔!"

"بالکل یہی بات ہے۔!" فیاض کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔!

عمران خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھتا رہا۔!

کچھ دیر بعد فیاض ہی بولا۔! "اب وہ ڈائری میرے قبضے میں ہے۔!"

"اور تم غالباً اُسے بھی جلد ہی گنوا بیٹھو گے۔!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "لیکن یہ تو بتاؤ ڈیئر فیاض تم آخر مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو گئے ہو۔ صبح شام خیریت دریافت کرنے آرہے ہو۔!"

"مجھے بے حد شرمندگی ہے کہ میری وجہ سے وہ لوگ تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔!"

"اسی لئے آج کل میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے.... بس یہ سمجھ لو پیمانہ بھر چکا ہے۔ چھلکنے کی دیر ہے.... آیا کرنا میری قبر پر کبھی کبھی دو چار آنسو بہانے.... ان لوگوں کو بھی ہماری اس تجدیدِ محبت پر یقین آ گیا ہے.... اس طرح تمہاری کھال بالکل محفوظ رہے گی۔!"

"اوہ.... تم غلط سمجھے ہو۔!"

"خیر.... خیر....!"

"تمہیں کبھی میرے خلوص پر یقین نہیں آسکتا۔!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد....!"

"کیا مطلب....!"

"ڈائری ادھر ہی جمع کر جاؤ ورنہ مصیبت میں پڑ جاؤ گے....!"

"میں یہی سوچ کر آیا تھا۔! میرے مقابلے میں تمہاری معلومات بہر حال وسیع ہیں۔!"

"ساتھ لائے ہو۔!" عمران نے پوچھا۔!

"یہ ہے...." فیاض نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا اور اسے عمران کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔ "یہ رہی....!"

عمران نے پیکٹ سے ڈائری نکالی اس کی ورق گردانی کرنے لگا.... سارے صفحات سادہ تھے۔ کہیں بھی کوئی تحریر نظر نہ آئی۔

"تم خود ہی کچھ پڑھ کر سناؤ۔!" عمران نے ڈائری بند کر کے فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو دوسری جانب رخ موڑے دیوار کی ایک پینٹنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔

عمران کے طنزیہ لہجے پر چونک کر اُس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ڈائری اس سے لے کر ورق الٹے اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔!

اب وہ عمران کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا سانس پھولنے لگی تھی۔

"یہ کیا کمینہ پن ہے؟" وہ بالآخر ہانپتا ہوا بولا! "لاؤ... وہ ڈائری واپس کرو... ورنہ اچھا نہ ہو گا۔!"

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... اس کے علاوہ اور کون سی ڈائری دی تھی تم نے۔"

"میں ایسے معاملات میں مذاق نہیں پسند کرتا۔!"

"نہ میں یہاں سے کہیں گیا.... اور نہ تم....! تلاشی لے لو.... میرا خیال ہے کہ یہاں بھی پہلے ہی چوٹا لگ چکا ہے۔!"

"یعنی.... یعنی.... ڈائری میرے پاس ہی بدلی گئی ہے۔!"

"اگر وہ سادہ نہیں تھی تو یقیناً بدلی گئی ہے.... تمہیں کب ملی تھی اور اُس وقت سے اب تک کہاں رہی ہے۔!"

"میرے پاس!" فیاض آنکھیں نکال کر بولا!" پچھلی رات میں نے اس کا مطالعہ کر کے ا
اسی کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ دی تھی۔!"

"صبح سے اس وقت تک پھر اسے کھول کر دیکھا تھا یا نہیں۔!"

"نہیں.... "فیاض کی جھلاہٹ بڑھتی جارہی تھی۔!

"وہی چونے والا محاورہ ہو سکتا ہے....!"

"ڈائری واپس کرو....!" فیاض دہاڑا۔

میری دانست میں اس وقت تمہارے لئے صرف ٹھنڈا پانی مفید ثابت ہوگا۔ اس کے بعد اعتراف کرو گے کہ چلو بھر پانی زیادہ مناسب ہوتا.... مگر کیا ہو سکتا ہے جب کہ تمہاری آنکھ کا پانی مر چکا ہے.... کب ہو رہے ہو پانی پانی....!"

"شٹ اپ....!"

"پانی پی پی کر کوس رہے ہو! حالانکہ تم جیسے پانی دار کو اس کے بعد پانی نہ پینا چاہئے تھا۔!"

"عمران ڈائری واپس کرو۔!"

"میں کہہ رہا ہوں۔ ابھی تک یہاں سے تنکا بھی نہیں ہلا.... بلالو اپنے ماتحتوں کو خانہ تلا
ہی ہو جائے....!"

فیاض کچھ بولے بغیر اُسے گھورتا رہا۔ عمران بدقت تمام اُسے باور کرا سکا کہ اس معاملے اُسے چوٹ ہوئی ہے۔ پچھلی رات ہی کسی نے ڈائری بدل دی تھی! اب اگر وہ اپنی یادداشت پر دے کر اس ڈائری کے مندرجات کے متعلق بتا سکے تو اُسی کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔!

بڑی مشکل سے وہ اُسے اس پر آمادہ کر سکا! لمبی داستان تھی! مقتولہ کسی مجبوری کی بنا پر لوگوں کے جال میں پھنس گئی تھی اور ان کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنی رہی۔ وہ اُسے جاسوس کی حیثیت سے استعمال کرتے تھے۔ اُسے ان کے حکم پر مقامی حکام سے ربط و ضبط بڑھانا پڑتا تھا! اور وہ انہیں اپنے اعتماد میں لے کر حکومت کے راز معلوم کرتی تھی۔

"یہاں آنے سے قبل بھی اس کا شوہر جن جن ممالک میں رہا تھا وہ وہاں سب کچھ کرتی تھی....! اُن ممالک کے راز معلوم کر کے اپنے نامعلوم آقاؤں تک پہنچاتی۔!"

فیاض کے بیان کے مطابق ڈائری میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ وہ کن مجبوریوں کے تحت

کے ہاتھوں کھلونا بنی رہی تھی۔!

اس نے لکھا تھا کہ وہ پر اسرار لوگ ہیں! مخصوص زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں ایک دوسرے سے ناواقف ممبر دو لایعنی الفاظ کے ذریعے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔!"

فیاض نے عمران کو بتایا کہ وہ الفاظ "لوبو" اور "لی لا" ہیں.... کسی کی زبان سے "لوبو" سن کر "لی لا" کہنے والے ایک دوسرے کے متعلق یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اس مخصوص تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں! مقتولہ نے ڈائری میں مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھا تھا! پچھلے سال جاپان میں اسے ایک کام سونپا گیا! کسی سے کچھ کاغذات وصول کر کے.... کہیں پہچانے تھے۔ طریقہ یہ بتایا گیا کہ وہ ایک سماجی اجتماع میں شرکت کرے اور آہستہ آہستہ لفظ "لوبو" دہراتی ہوئی بھیڑ سے گذرتی رہے اور جواب میں جس کی زبان سے بھی "لی لا" سنے اسی کے ساتھ ہولے.... کاغذات اسی سے ملیں گے! یہی ہوا بھی۔ اس کے بعد سینکڑوں بار ان لایعنی الفاظ سے سابقہ پڑا۔

فیاض نے بتایا.... ڈائری کا اختتام ان الفاظ پر ہوا تھا۔!

"اب اس ملک میں نئے آرگنائزر کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ سنا ہے اس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہوگی۔! تفصیلات کا انتظار ہے۔!"

فیاض خاموش ہو گیا تھا۔! اور کمرے کی فضا میں صرف ٹائم پیس کی "ٹک ٹک" گونج رہی تھی۔!



بالآخر فلیٹ کے دروازے پر چاک سے کراس کا نشان بنا دیا گیا! اور دوسری ہی صبح عمران کو کمرے میں دوسرا ٹائپ کیا ہوا پرچہ پڑا ملا۔ جو غالباً رات کو کسی وقت دروازے کے نیچے سے اندر سرکا دیا گیا تھا۔

پرچے کا مضمون تھا۔

"پیکٹ کو ملفوف کر کے.... اپنے فلیٹ کے سامنے والے لیٹر بکس میں ڈال دو.... لفافے پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔! ہم مطمئن ہو جانے کے بعد تمہیں وہ دوا بھجوا دیں گے جس کے لگتے ہی تمہاری تکلیف رفع ہو جائے گی۔!"

ہدایت کے مطابق ایک لفافہ لیٹر بکس میں ڈال دیا گیا اور لیٹر بکس کی نگرانی کی جاتی رہی۔

گیارہ بجے ڈاک کا ہرکارہ آیا اور اس نے لیٹر بکس کھول کر سارے خطوط اپنے زرد تھیلے میں انڈیل لئے.... پھر جب وہ دوبارہ سائیکل سنبھال کر وہاں سے چلا ہے تو سیکرٹ سروس کے تین ممبر اس کے پیچھے لگ گئے۔ وہ تینوں بھی سائیکلوں ہی پر تھے۔!"

کبھی وہ آگے ہوتے ہرکارہ پیچھے اور کبھی ہرکارہ آگے اور یہ لوگ پیچھے.... راہ میں کئی دوسرے لیٹر بکس بھی ہرکارے نے خالی کئے اور اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔!

بالآخر اسی طرح وہ تھیلا حلقے کے پوسٹ آفس تک جا پہنچا۔ سیکرٹ سروس کے تینوں ممبروں میں سے ایک کسی بہانے وہاں بھی جا پہنچا جہاں وہ تھیلا رکھا گیا تھا۔!

بلیک زیرو نے عمران کو اطلاع دی!"ڈاک کا تھیلا جوں کا توں سیل کر کے جی پی او.... روانہ کر دیا گیا ہے۔!"

پھر کچھ دیر بعد دوبارہ فون کی گھنٹی بجی.... اور دوسری طرف سے بلیک زیرو بولا!"سارٹنگ کے لئے وہ تھیلا کھولا گیا.... لیکن اس میں سے وہ سادہ لفافہ برآمد نہیں ہوا۔!"

"پھر تم اب کیا کر رہے ہو....!" عمران نے پوچھا۔

"یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"میرے کفن دفن کا انتظام....!" عمران جھنجھلا کر بولا۔!

"مم.... میں کیا.... کر سکتا تھا جناب۔!"

"ہرکارے کو گھیرو....! لفافہ تھیلے سے بھاپ بن کر نہیں اڑ سکتا۔"

"کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لفافہ ہرکارے نے پہلے ہی نکال لیا ہوگا۔!"

"ہاں میرا یہی خیال ہے....!"

"اچھی بات ہے جناب.... میں دیکھتا ہوں۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔!

تقریباً دو گھنٹے بعد بلیک زیرو نے خود ہی دوبارہ فون پر رابطہ قائم کر کے کہا!"آپ کا خیال بالکل درست نکلا جناب۔ ہمارے ایک آدمی نے خود کو سی۔ آئی۔ڈی کا آدمی ظاہر کر کے ہرکارے سے پوچھ گچھ کی تھی! پہلے تو وہ کچھ بتانے سے ہچکچاتا رہا۔ پھر بولا کہ آج سے تین دن پہلے اس کو اسی لیٹر بکس میں ایک سادہ لفافہ ملا تھا جسے کھولنے پر اندر سے دس روپے کا ایک نوٹ

برآمد ہوا تھا! کل پھر ایک سادہ لفافہ ملا۔ اس میں دس دس کے دو نوٹ تھے! اور چھوٹا سا پرچہ بھی جس پر تحریر تھا۔ "میرے پیارے میں تم سے محبت کرتی ہوں۔" آج بھی جب اُسے ایک سادہ لفافہ ملا تو اس نے اُسے کھولے بغیر جلدی سے جیب میں رکھ لیا۔ اُسے توقع تھی کہ شاید اُس میں اُئی زیادہ طویل خط ہو! اور رقم بھی زیادہ ہو کیونکہ آج والا لفافہ اُسے پچھلے لفافوں سے زیادہ وزنی محسوس ہوا تھا۔! اس کا خیال تھا کہ شائد اس لیٹر بکس کے آس پاس رہنے والی کوئی لڑکی اُسے چاہنے لگی ہے یہ ہرکارہ ایک وجیہہ نوجوان ہے! بہر حال پوسٹ آفس میں اپنے کام نپٹا کر وہ جلد سے جلد سی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا جہاں اطمینان سے لفافہ کھول کر اس کا جائزہ لے سکے۔!

وہ قریب کے اُس مہنگے ہوٹل میں جا گھسا جہاں اس سے پہلے کبھی نہیں گیا تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے کیبن بھی تھے! اسی لئے پرائیویسی کے خیال سے اُس نے ادھر کا رخ کیا تھا۔ لیکن کیبن میں پہنچ کر اسے ایک ذہنی دھچکے سے دوچار ہونا پڑا۔ لفافہ کوٹ کی جیب میں موجود نہیں تھا! جلدی جلدی ساری جیبیں ٹٹولیں اور پھر الٹے پاؤں واپس ہوا۔ اس کا خیال ہے کہ ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے فٹ پاتھ پر ایک جگہ چھ سات آدمیوں کی بھیڑ میں پھنس کر کچھ سیکنڈ بعد آگے نکل جانے کے لئے راستہ بنا سکا تھا۔ غالباً وہیں اُس کی جیب پر کسی مشاق جیب کترے نے ہاتھ صاف کر دیا۔!"

عمران جو اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا! بلیک زیرو کے خاموش ہوتے ہی غصیلی آواز میں بولا۔! کیا تمہارے آدمیوں نے اسے لیٹر بکس سے نکال کر جیب میں رکھتے نہیں دیکھا تھا۔"

"نہیں جناب! وہ زیادہ فاصلے سے لیٹر بکس کی نگرانی کرتے رہے تھے۔!"

"اگر ایک آدمی لیٹر بکس کے قریب بھی موجود ہوتا تو اس سے کیا فرق پڑ جاتا۔!"

"اب میں کیا عرض کروں....؟"

"اُن تینوں کے نام بتاؤ جو لیٹر بکس کی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"تنویر.... چوہان.... صدیقی....؟"

"میں سمجھوں گا اُن سے....!" عمران نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔!



یہ رات... عمران کے لئے خطرناک تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ کتنی آنکھیں اس عمارت کو گھور رہی ہوں گی۔!

لیٹر بکس میں ڈالے جانے والے سادہ لفافے میں پلاسٹک کا لفافہ ضرور رکھا گیا تھا لیکن ا
میں تار کی بجائے دفتی کا ٹکڑا رکھا تھا۔

یہ اس توقع پر کیا گیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر اس طرح لفافے کو حاصل کرنے وا
کا پتہ لگا سکیں گے۔! لیکن لفافہ حاصل کرنے کا طریقہ معلوم کر کے عمران کی کھوپڑی ر
کرنے لگی تھی۔

وہ لوگ چالاک اور خطرناک تھے۔

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری ہو گی.... اَن دیکھے نشانہ بازوں کے
کون روک سکا ہے! پتہ نہیں کب اور کہاں کن حالات سے دوچار ہونا پڑے۔

پھر اُس کے لئے یہ بھی ناممکن تھا کہ چوہوں کی طرح گوشہ نشین ہو جاتا۔ جو لوگ سرکا
ہسپتال میں فیاض کا علاج کر سکتے تھے ان کے لئے رہائشی مکانات میں دخل کیا مشکل تھا۔ اور
فیاض کی مرمت بھی تو اس کے گھر پر ہوئی تھی! ان کی تنظیم کا یہ عالم تھا کہ فیاض کے آفس
کی سراغ رسی ہو رہی تھی۔

لہذا ایسوں سے نپٹنا آسان کام نہیں تھا! دیدہ دانستہ بھی کچھ خطرات مول لینے پڑتے..
اور عمران اُن کا سودا کر چکا تھا۔! سیاہ رنگ کی ایک بلٹ پروف وین فلیٹ کے نیچے کھڑی تھی
ڈرائیور کی سیٹ پر جوزف تھا۔! ٹھیک دس بجے عمران فلیٹ سے نکل کر زینوں تک آیا۔

آج اُس نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ زینوں پر روشنی کرنے والے بلب کی نگرا
جائے۔ لہذا اس وقت زینوں پر اندھیرا نہیں تھا۔!

زینے طے کر کے نیچے آیا اور وین کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن یہ سب
پھرتی سے ہوا تھا کہ باہر کھڑا ہوا کوئی آدمی شاید ہی اُس کے اندر کا حال معلوم کر سکا ہو۔!

اندر سیٹیں نہیں تھیں! فرش پر ٹیلی سکوپ لگی ہوئی ایک رائفل پڑی تھی اور اُس
قریب ہی کارتوسوں کی پیٹی بھی موجود تھی۔!

"ٹھیک ہے!" عمران نے بلند آواز میں کہا۔! اور جوزف نے گاڑی اسٹارٹ کر دی
دوسرے ہی لمحے میں عمران فرش پر اوندھا لیٹا ہوا نظر آیا۔! چہرہ عقبی دروازے کی طرف تھا
اور آنکھ ایک چھوٹے سے سوراخ پر لگی ہوئی تھی۔!

وین کی رفتار بھری پُری سڑکوں پر بھی تیز رہی.... جوزف ایک مشاق ڈرائیور تھا۔!
بہر حال وین پہلے سے طے شدہ راستوں پر دوڑتی رہی۔ ٹریفک کی بھیڑ بھاڑ میں اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وین کا تعاقب کیا جارہا ہے یا نہیں۔ کچھ دیر بعد شہری آبادی پیچھے رہ گئی۔
اور عمران کو اپنی وین کے پیچھے تین ہیڈ لائٹس نظر آئیں۔ یہ یقینی طور پر تین موٹر سائیکلیں تھیں جو آگے پیچھے دوڑی آرہی تھیں۔ کبھی کبھی تینوں روشنیاں متوازی بھی نظر آتیں....!
یک بیک عمران نے جوزف سے کہا۔!"کسی طرف راستہ صاف دیکھ کر گاڑی کچے میں اتار دو!"
"اچھا باس! لیکن پتہ نہیں گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ بھی ہے یا نہیں....!" جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے گاڑی بائیں جانب موڑ دی۔ سامنے حد نظر مسطح میدان پھیلا ہوا تھا۔!
"رفتار بڑھاؤ!" عمران غرایا! اسکی آنکھ ابھی تک دروازے کے سوراخ ہی سے لگی رہی تھی۔!
جوزف نے رفتار بڑھادی۔! عمران نے محسوس کیا کہ تینوں موٹر سائیکلیں ٹھیک اسی جگہ سے میدان میں موڑی گئی ہیں۔ جہاں سے اس کی وین مڑی تھی۔ اب وہ پھر وین کے پیچھے تھیں۔ بہر حال عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کی وین کا تعاقب کیا جارہا ہے۔!
اس نے دروازے کے کسی میکنزم کو حرکت دی اور اس چھوٹے سے سوراخ نے بڑھ کر تقریباً چھ انچ کا قطر اختیار کر لیا.... پھر رائفل کی نال اس بڑے سوراخ سے باہر رینگ گئی۔!
دوسرے ہی لمحے میں فائر ہوا.... اور دوربین سے نظر آنے والا وہ ہیڈ لیمپ بجھ گیا جس کا نشانہ لیا گیا تھا۔! بقیہ دو لیمپ ادھر ادھر ڈولنے لگے تھے....!
عمران نے پے در پے دو فائر اور کئے لیکن اس بار نشانہ نہیں لیا تھا۔! اس نے دیکھا کہ بقیہ دونوں لیمپ افراتفری کے عالم میں دوبارہ پختہ سڑک کی طرف مڑ گئے ہیں۔!
"رفتار کم کرو۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔
رفتار کم ہو گئی۔ عمران اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ تا رہا۔ ان دونوں ہیڈ لیمپس کا اب کہیں پتہ نہیں تھا۔!
"گاڑی روک کر انجن بند کر دو۔!" عمران فرش سے اٹھتا ہوا بولا۔ گاڑی رک گئی.... انجن بند کر دیا گیا۔
جوزف مڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا اور عمران موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سن رہا

تھا۔ آواز ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ انجن غلط پوزیشن میں ہے وہ پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اتر سینے کے بل تیزی سے جھپٹتا ہوا آواز کی جانب بڑھنے لگا۔!

آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جارہی تھی....! دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اس سے فاصلے پر کوئی اور بھی سینے کے بل رینگتا ہوا مخالف سمت میں بڑھ رہا ہے۔

یہ یقین کرلینے کے بعد کہ وہ کوئی آدمی ہے عمران نے رفتار تیز کردی شبنم میں بھیگی ہ ٹھنڈی گھاس پر ہاتھ پھسل رہے تھے.... اسی دوران میں ایک بڑا سا کانٹا بائیں ران میں گھستا گیا۔ بے اختیاری میں وہ زمین سے کسی قدر اٹھ گیا۔! غالباً اس طرح آگے جانے والے نے ا دیکھ لیا اور اٹھ کر بھاگنے لگا۔

ٹھہرو.... ٹھہر جاؤ....! ورنہ گولی ماردوں گا۔!" عمران نے نہ صرف دھمکی دی بلکہ ا فائر بھی کردیا۔

بھاگنے والا لڑکھڑا کر گرا تھا پھر اٹھنے کی کوشش کرہی رہا تھا کہ عمران کی ایک ہی جست ا اس پر لے گئی.... قریب ہی زمین پر گری ہوئی موٹر سائیکل کا انجن شور مچارہا تھا۔ عمران ا شکار کو دبوچے ہوئے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کررہا تھا۔!

دفعتاً اس نے جوزف کی آواز سنی....!

"کیا میری ضرورت ہے باس....!"

"ہاں....! رسی کا لچھا لیتے آنا۔!" عمران نے بلند آواز میں جواب دیا۔



رافیہ سموناف نے وہ کپڑے اتار کر جنہیں پہنے بغیر وہ آج کل اپنے فرائض منصبی ادا نہ کرسکتی تھی۔ اپنے کپڑے پہنے اور عمارت سے نکل کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل پڑی۔!

جس دن سے بقول اوٹو ویلانی بروح نے اسے میڈم بنایا تھا اس کے لئے ضروری ہوگیا تھا وہ ایک مخصوص لباس کم از کم اس وقت تک تو ضرور استعمال کرے جب تک اس کمرے میں رہ یہ لباس سبز رنگ کے لبادے اور سرپوش پر مشتمل تھا۔!

ویلانی نے اب آمدنی کا رجسٹر بھی اس کے سپرد کردیا تھا۔! جتنے بھی پوسٹل آرڈر آتے اُسی تحویل میں رہتے.... کیونکہ اب وہ ملازمہ کی بجائے ویلانی کے بزنس میں برابر کی شریک تھی۔!

دن میں کم از کم ایک بار ضرور وہ روح کی سرگوشیاں سنتی تھی۔ آج روح نے اس سے کہا تھا کہ وہ کالے آدمی (جوزف) اور اُس کے متعلقین کا خیال رکھے کیونکہ اس کالے آدمی کا مورث اعلیٰ روح کے وفادار خدام میں سے تھا! روح نے اس سے کہا تھا کہ اُسے جوزف کے آقا کی عیادت کے لئے بھی جانا چاہئے تھا۔!

رافیہ نے سوچا کہ وہ صبح یہاں آنے سے پہلے اس کی عیادت کو ضرور جائے گی۔ ٹیکسی اسٹینڈ خالی پڑا تھا.... کچھ دیر بعد ایک خالی ٹیکسی وہاں آکر رکی۔! رافیہ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو اپنے ہوٹل کا نام بتایا۔

ٹیکسی چل پڑی۔! کچھ دیر بعد رافیہ نے محسوس کیا کہ ٹیکسی اُن راہوں پر نہیں جارہی جن سے گذر کر وہ روزانہ ہوٹل پہنچا کرتی تھی۔!

اس نے سوچا کہیں ڈرائیور کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو.... ! لہذا اس نے دوبارہ بلند آواز میں اپنے ہوٹل کا نام دہرایا۔ اس سے زیادہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ مقامی زبان سے خود نابلد تھی اور انگریزی زبان عام طور پر مقامی لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے! کم از کم ابھی تک اُسے تو کوئی ایسا ٹیکسی ڈرائیور نہیں ملا تھا جو انگریزی بول یا سمجھ سکتا۔!

ڈرائیور بدستور خاموشی سے اسٹیئرنگ پر جھکا رہا۔

رافیہ کو شدت سے اپنی بے بسی کا احساس ہوا اور وہ جھنجھلاہٹ میں ڈرائیور پر برس پڑی!"میں تم سے جگہ کا نام بتا رہی ہوں لیکن تم سمجھے بغیر گاڑی اڑائے لئے جا رہے ہو۔!"

"میں سمجھ رہا ہوں مادام.... !" ڈرائیور نے بڑے ادب سے انگریزی میں جواب دیا۔

"اوہ تو تم سمجھ رہے ہو۔!" رافیہ خوش ہو کر بولی۔

"ہاں مادام.... لیکن آج آپ قریب کے اس مخصوص راستے سے نہ جا سکیں گی کیونکہ سڑک بند ہے غالباً کسی بڑے آدمی کی سواری ادھر سے گذرے گی۔!"

"خیر خیر.... ! کوئی بات نہیں! میں سمجھی تھی شائد تم سمجھے نہیں کہ مجھے کہاں جانا ہے۔!" رافیہ نے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔!

ٹیکسی جن راہوں سے گذر رہی تھی وہ اس کے لئے اجنبی تھیں۔ لیکن ٹیکسی ڈرائیور کا جواب سن لینے کے بعد تو اسے خاموش ہی رہنا تھا۔!

کچھ دیر بعد اچانک ٹیکسی ایک کمپاؤنڈ میں داخل ہونے لگی۔ رافیہ چونکی لیکن جتنی دیر میں زبان ہلاتی ٹیکسی پورچ میں پہنچ کر رک چکی تھی۔!

"کیا مطلب!" اس نے غصیلے لہجے میں پوچھا!"تم مجھے کہاں لائے ہو؟"

"اس وقت تو آپ کو یہیں اترنا ہے محترمہ!" ٹیکسی ڈرائیور اُس کی طرف مڑ کر بولا۔!

رافیہ کو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پستول بھی نظر آیا جس کا رخ اسی کی طرف تھا۔!

"کک.... کیا مطلب....؟"

"خاموشی سے اتر جائیے!" ڈرائیور نے پستول کو جنبش دے کر کہا۔!

"میں تو نہیں اتروں گی۔!"

دفعتاً باہر سے کسی نے کھڑکی پر جھک کر کہا!"ہم آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔!"

رافیہ اُس کی طرف مڑی۔ یہ آدمی دیسی نہیں تھا! سفید فام تھا اور انگریزی اس کی مادری زبان معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ سب کیا ہے؟" رافیہ بھڑک اٹھی۔

"آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔! یہ ہماری درخواست ہے۔!"

"درخواست اسی طرح کی جاتی ہے۔!" رافیہ نے ڈرائیور کی طرف ہاتھ جھٹک کر کہا!

"میں معافی چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔!"

"پھر بھی میں ایسی صورت میں مطمئن نہیں ہو سکتی کہ سابقہ اچھے آدمیوں سے ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر آپ یہیں بیٹھے بیٹھے میرے چند سوالات کے جواب دیجئے!"

"اگر میں نے مناسب سمجھا" رافیہ نے بے حد تلخ لہجے میں کہا۔!

"آپ اس آدمی علی عمران کے نیگرو ملازم کے ساتھ اس کے گھر کیوں گئی تھیں۔!"

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔!"

"محترمہ! میں جانتا ہوں کہ آپ ماہر روحانیات پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں....!"

"تو پھر....!"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ پروفیسر جڑی بوٹیوں کا علم بھی رکھتے ہیں۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"آپ تو الٹے مجھی سے سوالات کرنے لگیں۔!" وہ ہنس کر بولا۔

"قطعی! میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ تم اُس آدمی میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو۔!"

"وہ ایک خطرناک آدمی ہے محترمہ۔!"

"میرے لئے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔! کیا تم یہ سب کچھ میری ہمدردی میں کر رہے ہو۔!"

"نہیں ایسا تو نہیں ہے۔!" وہ پر تفکر لہجے میں بولا "لیکن پھر بھی میں جاننا چاہتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے میں تمہیں ضرور بتاؤں گی! اُس کے کسی دشمن نے ایک خطرناک قسم کا زہر جو خارجی ذرائع سے گوشت میں پیوست ہو کر تکلیف دہ بن جاتا ہے اس پر استعمال کیا تھا۔! پروفیسر کو اس زہر کا تریاق معلوم ہے! لہٰذا وہ آج کل پروفیسر کے زیر علاج ہے.... اور کچھ....!"

"میں سمجھ گیا....!" سفید فام اجنبی سر ہلا کر بولا۔ "اچھا تو اب اس کا کیا حال ہے۔!"

"میری معلومات کے مطابق وہ اس تکلیف سے نجات پا چکا ہے۔!"

"شکریہ! اب میں ہی آپ کو ہوٹل تک چھوڑ آؤں گا! نیچے آیئے اپنی گاڑی میں لے چلونگا۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"اچھی بات ہے۔!" اجنبی نے ڈرائیور سے کہا! "تم نیچے اتر آؤ اور میٹر پر کپڑا باندھ دو میں انہیں اسی گاڑی میں لے جاؤں گا۔!"

رافیہ خاموش بیٹھی اپنا نچلا ہونٹ چباتی رہی! شدت سے غصہ تھا ان لوگوں پر۔ سفید فام اجنبی نے ٹیکسی کا اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ گاڑی کمپاؤنڈ سے نکل کر پھر سڑک پر آ گئی! اجنبی خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا! رافیہ بھی خاموش تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اس چوراہے تک پہنچ گئی جہاں سے ہوٹل کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔! اس نے محسوس کیا کہ ٹیکسی کی رفتار کم ہو گئی ہے! اور پھر وہ رک ہی گئی۔!

"اتر جایئے محترمہ! ہوٹل یہاں سے چند قدم کے فاصلے پر ہے.... میں ہوٹل کے سامنے نہیں رکنا چاہتا۔! ویسے اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ اب ہم وہاں اُس عمارت میں نہیں ملیں گے! لہٰذا اس واقعہ کا تذکرہ کسی اور سے کرنے کی ضرورت نہیں! شکریہ....!"

رافیہ ٹیکسی سے اتر آئی اور ٹیکسی فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی! وہ وہیں کھڑی سوچتی رہی کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔!

"جہنم میں جائے!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی.... اور ہوٹل کی طرف چل پڑی۔!



سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل کے ایک کمرے میں عمران نے صبح کی چائے پی اور تازہ اخبار دیکھتا رہا۔!

کچھ دیر بعد فون کا ریسیور اٹھا کر اس میں لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اس کا کیا حال ہے۔!"

"ٹھیک ہی ہے.... بہت بُری طرح غراتا ہے۔!"

"اب تم وہاں سے آجاؤ.... میں دیکھوں گا۔!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔!

پچھلی رات والا شکار جو اس کی گرفت میں بالآخر بیہوش ہو گیا تھا! دانش منزل ہی لایا گیا تھا اُس کی موٹر سائیکل بھی وین ہی پر لادلی گئی تھی۔! اور شہر پہنچ کر ایک جگہ جوزف کو گاڑی سے اتارنے کے بعد عمران نے خود اسٹیئرنگ سنبھال لیا تھا۔

پھر جوزف تو گھر واپس گیا تھا اور عمران اپنے شکار سمیت دانش منزل چلا آیا تھا۔ جوزف کو سخت تاکید تھی کہ وہ عمران کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔!

شکار سے رات بھر گفتگو نہ ہو سکی تھی! غالباً موٹر سائیکل سے گر کر وہ کوئی اندرونی چوٹ کھا بیٹھا تھا۔ عمران نے بھی کوئی ایسی خاص پروا نہیں کی تھی! بس اُسے ساؤنڈ پروف کمرے میں بند کر دیا تھا!

بلیک زیرو نے اس کی دیکھ بھال جاری رکھی تھی! اس وقت عمران نے فون پر اسی سے گفتگو کی تھی۔ اس نے اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی اور ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑا۔

شکار آرام کرسی پر نیم دراز تھا....! تیس اور چالیس کی درمیانی عمر کا سفید فام غیر ملکی... جسم کی بناوٹ کے اعتبار سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتا تھا۔!

"کہو.... کیا حال ہے؟" عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔!

"مجھے یہاں کیوں قید کیا گیا ہے؟" اس نے جواب دینے کی بجائے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"وجہ تمہیں معلوم ہے۔!" عمران مسکرایا۔!

"میرے ملک کا سفیر تم لوگوں سے سمجھ لے گا! خود تمہاری حکومت میری غیر حاضری برداشت نہ کرے گی۔!"

"اوہ تو تم اتنے اہم ہو۔!"

"یقیناً.... "اس نے خشک لہجے میں کہا۔"میری غیر حاضری کی بنا پر ایٹمی بجلی گھر کی تعمیر کا کام رُک جائے گا۔!"

"اوہ....!"عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔!

"میں تفریح کے موڈ میں تھا! تم لڑکیوں کے دلال کی حیثیت سے مجھے یہاں لائے تھے۔ لیکن تفریح کا سامان مہیا کرنیکی بجائے تم نے مجھے لوٹ لیا اور اب غیر قانونی طور پر روک رکھا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا....!"عمران تاسف آمیز لہجے میں بولا۔

سفید فام نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔"اب مجھے جانا چاہئے۔!"

"ایسا بھی کیا! لنچ کر کے چلے جانا۔!"

"خاموش رہو....!"وہ آرام کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر چیخا۔!

عمران نے دیوار کے قریب پہنچ کر سوئچ بورڈ کے ایک سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ کھٹا کے کی ایک آواز آئی اور دیوار کے ایک حصے سے ایک صلیب سا اوپر کھسکتا چلا گیا! اب شیشے کی ایک بہت بڑی الماری ان کے سامنے تھی اور الماری میں ایک موٹی تازی بلی کی لاش بھی صاف دیکھی جاسکتی تھی۔!

سفید فام حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا! عمران نے پھر سوئچ بورڈ پر کسی سوئچ کو چھیڑا اور الماری میں اوپر سے کسی سیال کی دھار گرنے لگی! دھار براہ راست بلی کی لاش پر گر رہی تھی۔! اور ایسا لگ رہا تھا جیسے بلی اسی سیال میں تحلیل ہوتی جارہی ہو۔!

شاید سفید فام سمجھ گیا تھا کہ اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے بلی بے رنگ سیال میں بالکل ہی حل ہو گئی! البتہ اب اس سیال کو بے رنگ نہیں کہا جاسکتا تھا۔! اس کی شفافیت گندے پن میں تبدیل ہو چکی تھی....!

"اور پھر اس طرح یہ پانی بھی گٹر میں بہہ جاتا ہے۔!"عمران نے سوئچ بورڈ پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

الماری میں سیال کی سطح بتدریج نیچی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ پھر اُس میں ایک قطرہ بھی نہ رہ گیا۔! اب عمران حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شکار پر نظر جمائے ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا! "اس طرح میری حکومت یا تمہاری حکومت کو علم ہی نہ ہوگا کہ تمہیں زمین نگل گئی یا تم ہوا میں تحلیل ہوگئے۔!"

سفید فام کچھ نہ بولا! عمران ہی کہتا رہا۔ "بیرونی دنیا کے بدمعاش اکثر مجھے غلط سمجھتے ہیں۔! سمجھتے ہیں کہ میں ہر قیمت پر پولیس ہی کا ساتھ دیتا ہوں۔!"

"مم.... میری بات سنو....!" سفید فام ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"سُن رہا ہوں۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور الماری کی طرف دیکھتا رہا۔!

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو یا ہم لوگ تم سے کیا چاہتے ہیں! ہمیں تو بس تمہاری نگرانی کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا کہ اگر کسی طرح تم پر قابو پا سکیں تو تمہیں ایک جگہ پہنچادیں۔!"

"تم جھوٹے ہو۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اگر تم مجھے مقامی ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں بتاؤ گے تو تمہاری لاش کا بھی یہی حشر ہوگا۔!"

"میں قطعی نہیں جانتا۔!"

"تمہیں میری نگرانی پر کس نے لگایا تھا۔!"

"اُن دونوں میں سے کسی نے تجویز پیش کی تھی۔!"

"اور تم مجھے کہاں لے جاتے۔!"

"بانگرا بیراج کالونی کے ہسپتال میں۔" سفید فام نے اس طرح کہا جیسے غیر ارادی طور پر جملہ اس کی زبان سے نکلا ہو۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اپنی کسی غیر شعوری غلطی پر پچھتا رہا ہو۔

پھر یک بیک وہ کسی اعصاب زدہ آدمی کی طرح بڑبڑانے لگا! "میں دبا رہا ہوں.... اس لڑکی تلے.... میں کیا کروں.... میں کیا کروں۔ اس کا خون میری گردن پر ہے۔!"

"تم یہاں اپنا جی ہلکا کر سکتے ہو....!" عمران نے یک لخت اپنا لہجہ بدل دیا اور اس نے سر اٹھا کر اس طرح عمران کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ اُسے پہلی بار نظر آیا ہو!

"میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا سمجھے....!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران نے ہمدردانہ انداز میں سر کو جنبش دی کچھ بولا نہیں۔!

"اس کا خون میری گردن پر ہے.... میرے خدا.... کتنی بھیانک چیخ تھی.... سینکڑوں

ن کی بلندی سے وہ نیچے جا پڑی تھی۔!"

"اوہ.... خدا رحم کرے....!" عمران نے کہا۔

"میں سچ کہتا ہوں.... مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو گئی ہے.... میں زندہ نہیں رہنا چاہتا....! بہتر ہے کہ تم مجھے اس مشین کے ذریعہ گٹر میں بہادو....!"

"میں کہتا ہوں میرے دوست! تم جلد بازی سے کام نہ لو۔ ایسی بھی کیا مایوسی حوصلے سے کام لو۔ جی کا بار ہلکا کر ڈالو.... ممکن ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔!"

سفید فام نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا....! عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔!

وہ بڑی دیر تک اسی کیفیت میں رہا پھر چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے بغیر بولا۔!

"کیا تم مجھے کچھ دیر کے لئے معاف نہیں کرو گے۔!"

"ضرور.... ضرور.... کیا میں تمہارے لئے وہسکی اور سوڈا بھجواؤں۔!" عمران نے بڑے خلوص سے پوچھا۔!

"شکریہ! میں اسکی ضرورت محسوس کر رہا ہوں...! میرے اعصاب قابو میں نہیں ہیں۔!"

عمران ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آ گیا! اس سے پہلے اُس نے شیشے کی الماری والے میکنزم کو حرکت دے کر دیوار دوبارہ برابر کر دی تھی۔!

بلیک زیرو کو قیدی کے متعلق ہدایات دے کر وہ آپریشن روم میں آیا اور فون پر اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کر کے جوزف سے رابطہ قائم کیا۔!

"اوہ باس....!" جوزف چہک کر بولا۔ "یہاں وہ نیک دل خاتون موجود ہیں۔ ابھی ابھی تمہاری خیریت دریافت کرنے آئی ہیں...!"

"ہوں سمجھ گیا..... اچھا تو دیکھ....! سلیمان کے پاس وہ رقم موجود ہے۔ جو انہیں ادا کرنی ہے۔ سلیمان سے لے کر اُن کے حوالے کر دو۔!"

"بہت اچھا باس....! ایک منٹ ہولڈ کرو.... وہ مجھ سے کچھ کہہ رہی ہیں۔!"

عمران ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا! کچھ دیر بعد آواز آئی "ہیلو باس! وہ تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہیں۔!"

"ریسیور دے دو۔!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ اس کے بعد ہی اسے رافیہ سمو ناف کی

آواز سنائی دی۔ "ہلو.... موسیو عمران! آپ خیریت سے ہیں نا! میں آپ کی خیریت دریافت کرنے آئی تھی اور ایک خاص واقعہ سے بھی آپ کو باخبر کرنا تھا۔! آپ کے دشمنوں کو میرے ہی ذریعہ سے علم ہو چکا ہے کہ آپ اُس تکلیف سے نجات پا چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ کو خاص طور پر گھیرا تھا اور ریوالور دکھا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ میں نے پروفیسر سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ وہ بولے کہ آپ کو اس سے مطلع کر دوں....!"

"بہت بہت شکریہ! عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!" میں فی الحال اسی خطرے کے پیش نظر روپوش ہو گیا ہوں۔! تمہیں دوا کی قیمت میرے ملازموں سے مل جائے گی۔ ویسے کیا تم بتا سکو گی کہ انہوں نے تمہیں کہاں گھیرا تھا....!

"میں ابھی یہاں کی سڑکوں اور گلیوں سے واقف نہیں ہوں۔ پروفیسر کے مکان کے قریب جو ٹیکسی اسٹینڈ ہے وہیں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور مجھے ایک عمارت تک لے گیا تھا۔ راستے میں میں نے اس سے کہا کہ وہ غلط راستوں پر چل رہا ہے تو اس نے بتایا کہ کسی بڑے آدمی کی سواری گذرنے کی وجہ سے وہ سڑک بند ہے بہر حال اُس عمارت میں پہنچ کر ڈرائیور نے پستول نکال کر مجھ سے اترنے کو کہا! میں نے انکار کر دیا۔ تب ایک آدمی نے ٹیکسی کے قریب آکر مجھ سے تمہارے متعلق سوالات شروع کر دیئے۔!"

"کیا وہ یہیں کے باشندے تھے....!"

"صرف ڈرائیور تھا۔ دوسرا آدمی انگریزی بولنے والی کسی قوم کا فرد تھا۔!"

"عمارت کی نشان دہی کر سکو گی۔!"

"میرا خیال ہے کہ میں اپنے ہوٹل سے چل کر اُس عمارت تک رہنمائی کر سکوں گی مقامات کے نام مجھے نہیں معلوم.... لیکن اس انگریزی بولنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اب وہ لوگ اس عمارت میں نہیں مل سکیں گے۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا.... بہت بہت شکریہ! حالات سازگار ہونے پر پروفیسر کا شکریہ ادا کرنے بھی آؤں گا۔!"

"پروفیسر نے کچھ جادوئی الفاظ.... بھی بتائے ہیں اُن کا ورد رکھنا آپ کے لئے مفید ہو گا.... لکھ لیجئے.... سلم.... سانگی.... سیانگ.... سگتی.... سکتال انہوں نے کہا ہے آج کا

زحل بادشاہ ہے.... اس لئے یہ وظیفہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔!"

"زحل بادشاہ کا بھی شکریہ.... خداحافظ.... اب ریسیور جوزف کو دے دیجئے۔!"

جوزف کی آواز سن لینے کے بعد اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا! "اُو شب دیجور کے بچے اگر پروفیسر کا باپ بھی تمہیں بلائے تو گھر سے باہر قدم نہ نکالنا سمجھے۔!"

"کیوں باس کیا پروفیسر....!"

"فضول بکواس نہ کرو۔!"

"اچھا باس....!" جوزف کی مردہ سی آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

آپریشن روم سے نکل کر وہ پھر ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ بلیک زیرو باہر نکلتا دکھائی دیا۔

"تیسرا پیگ مانگ رہا ہے۔!" اس نے کہا! "لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا۔!"

"ٹھیک ہے۔! ایک ہی دینا چاہئے تھا! خیر میں دیکھتا ہوں....!" عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔!

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا.... سفید فام اجنبی اس بار اس کے استقبال کے لئے کرسی سے اٹھ گیا تھا۔!

"شکریہ! میں:.... بہر حال تمہارا ممنون ہوں....!" اُس نے کہا۔!

"کاروبار اپنی جگہ پر۔!" عمران سر ہلا کر بولا! "انسانیت کے بھی کچھ تقاضے ہوا کرتے ہیں۔!"

"کاروبار کا مطلب میں نہیں سمجھا۔!"

"عام طور پر لوگ مجھے ہی غلط سمجھتے ہیں! میں پولیس کے بھی کام آتا ہوں اور مجرموں کے بھی.... سوال قیمت کا ہوتا ہے....!"

"اوہ....!"

"اس بار تو خواہ مخواہ میری گردن پھنس گئی ہے.... تم لوگ مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو.... وہ نہ تو میرے پاس ہے اور نہ محکمہ سراغرسانی کے اس آفیسر کے پاس۔ کسی گرہ کٹ نے اس کی جیب صاف کر دی تھی۔ پلاسٹک کا لفافہ اسی پرس میں تھا....! گال والی اذیت میں مبتلا ہو جانے کے بعد اس نے مجھے واقعات بتا کر مشورہ طلب کیا تھا! میں نے کہا فی الحال اس مصیبت

سے نجات پانے کی کوئی تدبیر کرو۔ یہ تو بعد میں سوچا جائے گا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔! بہر حال جس قسم کے تار اور لفافے کا تذکرہ اس نے کیا تھا میں نے فراہم کر کے تم لوگوں کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ اُس تکلیف سے نجات دلاؤ۔ لیکن الٹی آنتیں گلے پڑیں۔!"

"سب جہنم میں جائے....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مجھے اب کسی چیز کی پرواہ نہیں.... میں مرنا چاہتا ہوں۔!"

"بھلا میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکوں گا....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے ہو کہ مجھے اُس وقت تک قید میں رکھو جب تک کہ میں اپنے اعصاب پر قابو نہ پالوں....!"

"گھر ہے تمہارا مائی ڈیئر.... جب تک جی چاہے رہو!" عمران چہک کر بولا۔

وہ کچھ نہ بولا سامنے والی دیوار پر نظر جمائے سوچتا رہا....!

عمران چاہتا تھا کہ وہ خود ہی اُسے کچھ بتائے۔ اُسے مزید استفسار نہ کرنا پڑے۔!

لیکن کئی منٹ گذر گئے وہ خاموش ہی رہا۔!

"میں نے کہا تھا! جی کا بوجھ ہلکا کر ڈالو....!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔

اجنبی چونک پڑا.... اور اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہوا جیسے ابھی تک اس کی موجودگی سے لاعلم رہا ہو۔

"میرا خیال ہے اتنی پی جاؤں کہ کچھ یاد ہی نہ آئے۔!" اس نے کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے بآواز بلند سوچ رہا ہو۔!

"آخر وہ تار کیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔! "مجھے اس کے بارے میں بتاؤ....!"

"خدا کے لئے اس کا ذکر نہ چھیڑو.... مجھے بھول جانے دو۔ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔!"

"میں کہتا ہوں اگر تم نے دل کی بھڑاس نہ نکالی تو پاگل ہو جاؤ گے....!"

"سمجھ میں نہیں آتا میرے ستارے مجھے کیا دکھانا چاہتے ہیں! تین موٹر سائیکلوں پر ہم تین آدمی تھے۔! کیا یہ ضروری تھا کہ تمہاری رائفل میری ہی گاڑی کے ہیڈ لیمپ کو منتخب کرتی۔!"

"اکثر ایسا ہی ہوتا ہے....!"

"بہر حال اس عورت کا خون میری گردن پر ہے۔ جس کی لاش پولیس کی تحویل میں

ہے.... میرے خدا جو اتنی بلندی سے نیچے گری تھی.... ! میں ہی اُسے وہاں اُس پہاڑی پر لے گیا تھا۔! میں نے ہی اُسے وہ لفافہ دیا تھا۔!"

"کیا ضروری تھا کہ تم اُسے وہ لفافہ وہیں لے جا کر دیتے۔!"

"تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ ہم اوپر کیسے پہنچے تھے۔؟"

"کیا ضرورت ہے.... !" عمران نے لاپرواہی سے کہا!"میں جانتا ہوں کہ تم نے ہیلی کوپٹر استعمال کیا ہوگا۔!"

"خیر ہوں! میرا ذہن بہکنے لگتا ہے! اس حادثہ نے میرے اعصابی نظام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔!"

"وہسکی ختم ہو چکی ہے! تھوڑی دیر بعد ہی مل سکے گی۔!" عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے.... لیکن میں تمہیں کس طرح بتاؤں کہ مجھ سے کتنا بڑا جرم سرزد ہوا ہے.... خدا کی پناہ وہ چیخ.... میں اُسے کبھی نہ بھلا سکوں گا۔! وہ میرے لئے اجنبی نہیں تھی۔ ہم پہلے بھی ملتے رہے تھے! میں اُس کے لئے شدید ترین جذبہ رکھتا تھا۔! لیکن وہ اپنے شوہر کی وفادار تھی۔ اس کے لئے میرا جنون بڑھتا رہا! حتیٰ کہ میں نے تشدد تک سے کام لینے کی ٹھان لی! اُسی دوران میں مجھے ایک لفافہ ملا اور ساتھ ہی ہدایت ملی کہ میں یہ لفافہ اُسے دے کر ایک آدمی تک پہنچانے کو کہوں! وہ آدمی دارالحکومت میں رہتا ہے۔! میں نے کوڈ ورڈ میں اُسے پیغام بھیجا کہ وہ مجھ سے اس منحوس عمارت میں ملے! پیغام میں اُسے مطلع کیا گیا تھا کہ اس ملاقات کے فوراً بعد اُسے دارالحکومت کے لئے روانہ ہو جانا پڑے گا۔! پہاڑی والی عمارت عرصہ دراز سے ہمارے استعمال میں رہی ہے.... ! بہر حال وہ وہاں آئی۔ میں پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لفافہ اُسے دے کر ہدایات دیں.... اور ایک بار پھر اس کے لئے اپنے احساسات کا اظہار کیا.... لیکن وہ نہ صرف ترشروئی سے پیش آئی بلکہ مجھے بُرا بھلا بھی کہنے لگی۔ بس پھر مجھ پر خباثت سوار ہو گئی! وہ عمارت سے نکل کر بھاگی۔! میں پیچھے تھا۔! مجھے یقین تھا کہ وہ ادھر اُدھر چکر کاٹ کاٹ کر پھر عمارت کے اندر واپس آئے گی۔ کیونکہ نیچے پہنچنے کا راستہ عمارت کے اندر ہی ہے! لیکن میرے خدا.... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ سیدھی دوڑتی ہوئی اس طرح میری گرفت سے نکل جائے گی.... میں کیا کروں.... میں کیا کروں.... !"

اس نے پھر اپنا منہ چھپا لیا... وہ بُری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا!

"مگر تم دونوں وہاں پہنچے کیسے تھے؟" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا کیونکہ اس وقت وہاں آ
پاس کیا دور دور تک سواری موجود نہیں تھی۔!"

"ہم لوگ مختلف اوقات میں بسوں کے ذریعے وہاں پہنچے تھے... واپسی بھی بسوں ہی سے ہوتی

"تم وہ پیکٹ اُسے پہلے ہی دے چکے تھے؟" عمران نے پوچھا۔!

"ہاں... لیکن پھر مجھے اسکا ہوش نہیں رہا تھا کہ وہ لفافہ وہیں کہیں گرا ہو گا یا اُسی کے پاس ہو گا۔!

"تمہارے ساتھی اس حادثے کی وجہ سے واقف ہیں۔!"

"ہرگز نہیں.... کوئی بھی نہیں جانتا.... وہ تو میں نے اپنے طور پر اُسے وہاں اُس پہاڑی
بلایا تھا! میرے ساتھیوں کو تو اس پر حیرت ہے کہ وہ اس پہاڑی پر کیوں گئی تھی۔ اب اس فکر میں
ہیں کہ اس حادثے کی وجہ دریافت کریں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مقامی محکمہ سراغ رسانی
ہماری سُن گُن مل گئی ہے ہو سکتا ہے مرنے والی کا تعاقب کیا گیا ہو اور اس نے اس سے باخبر ہو کر
پہاڑی والی عمارت میں پناہ لینے کی کوشش کی ہو۔!"

"تمہارے کتنے ساتھی ہیں۔!"

"سات آدمیوں سے میں واقف ہوں جو ایک دوسرے سے شناسا بھی ہیں اور یہ بھی جانتے
ہیں کہ سبھوں کا تعلق اسی تنظیم سے ہے۔ پہلے یہ حلقہ آٹھ افراد پر مشتمل تھا....! لیکن اب وہ
ایک ہم میں نہیں ہے جس کا خون تا زندگی میری گردن پر رہے گا۔!"

"تمہیں وہ لفافہ کس سے ملا تھا۔!"

"ایک اجنبی سے.... اُس نے وہ لفافہ ایک خط سمیت مجھے دیا تھا۔ خط ہی میں اس کے متعلق
ہدایات درج تھیں....!"

"وہ اجنبی غالباً تمہیں پہلے سے پہچانتا رہا ہو گا۔!"

"ممکن ہے وہ مجھے پہچانتا رہا ہو۔! لیکن میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا! اور نہ پھر اس
کے بعد ہی وہ مجھے کہیں نظر آیا۔!"

"اگر تمہارے ساتھیوں کو اس حادثے کا علم ہو جائے تو کیا ہو؟"

"میں نہیں جانتا! ہو سکتا ہے مجھے گولی ہی مار دی جائے۔!"

"میری زندگی میں یہ ناممکن ہے۔!" عمران سینہ ٹھونک کر بولا۔ "ویسے کیا خیال ہے تمہارا

تم لوگ کسی ملک کے لئے جاسوسی کر رہے ہو؟"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو.....!"

"تمہیں یقین نہیں ہے؟"

"جب مجھے کام کی نوعیت ہی کا علم نہیں ہو سکتا تو میں قیاس کرنیکے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔!"

"تمہیں اس چکر میں کس نے ڈالا تھا۔!"

"اپنے ملک کی جس فرم کے لئے میں کام کر رہا ہوں اس کے سربراہ نے مجھے ہدایت دی تھی غیر ممالک میں مجھے اپنے معمول کے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ ان احکامات کی بجا آوری بھی نی پڑے گی جو ایک مہمل لفظ کے نام پر دیئے جائیں گے۔!"

"مہمل لفظ کے نام پر.....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ایک مخصوص مہمل لفظ ہے۔! اُسی کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے متعلق آگاہ ہوتے ا کہ ہمارا تعلق ایک ہی تنظیم سے ہے؟"

"کیا تم مجھے وہ لفظ نہیں بتا سکتے پیارے دوست.....!"

"میں تمہیں اپنے ساتوں ساتھیوں کے نام اور پتے بتا سکتا ہوں! لیکن وہ لفظ مرتے دم تک یں بتاؤں گا! کیونکہ اُسے غیروں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے ایک بہت بڑی قسم کھانی پڑتی ہے۔!"

"خیر میں..... تمہیں مجبور نہیں کروں گا! لیکن اتنا تو بتا ہی دو کہ میری نگرانی کے لئے کامات کہاں سے ملے تھے۔!"

"ان سات آدمیوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا تھا! ہو سکتا ہے اسی نے دوسرے سے بھی اہو۔! بہر حال پچھلی رات میرے ساتھ وہ بھی تھا۔!"

"میں تمہاری قسم کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اس مہمل لفظ کے اظہار پر مجبور نہیں کروں لیکن تم کم از کم ان ساتوں کے نام اور پتے تو لکھوا ہی دو۔!"

"یہ میں کر سکوں گا۔!"

پھر وہ نام اور پتے بولتا رہا اور عمران کی پنسل تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی۔ خصوصیت سے س نے اس نام کے نیچے گہری لکیر کھینچ دی جس کے بارے میں مخاطب نے بتایا تھا کہ اُسے اُس کی رانی پر مامور کرنے والا وہی تھا۔!

"اور کیا تم اپنا نام اور پتہ نہیں بتاؤ گے....!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔!

"نوئیل ڈیوڈ.... کمرہ نمبر ستائیس.... پیلس ہوٹل....!"

"شکریہ....!"

"لل.... لیکن.... اس کے بعد.... اس کے بعد تم کیا کرو گے۔؟"

"ظاہر ہے کہ تم جیسے قیمتی آدمی کو گٹر میں تو بہانے سے رہا! ویسے اس وقت کی اور اس سے پہلے کی ہماری گفتگو ریکارڈ ہو گئی ہے۔ ٹیپ کی ایک کاپی تمہیں بھی دوں گا۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"میں اس ملک کا سب سے بڑا بلیک میلر ہوں۔!"

"ہوں....!" وہ نتھنے پھلا کر غرایا۔ "تم اُس کا کیا بگاڑ سکو گے جو زندہ ہی نہ رہنا چاہتا ہو۔!"

"میں تمہیں زندہ رہنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے....!" وہ اٹھتا ہوا بولا.... "میں مرنا چاہتا ہوں تو پھر چوہوں کی طرح کیوں مروں....!"

پھر وہ مکا تان کر عمران کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کی زبان سے "لوبو" نکلا۔

مقابل اس طرح لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا جیسے یہ لفظ گھونسے کی طرح خود اس کے جبڑے پر پڑا ہو! پھر بے ساختگی میں اس کے منہ سے بھی "لی لا" پھسل گیا۔!

"تم نے اُس مہمل لفظ کو مکمل کر دیا۔! شکریہ۔!" عمران نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

مقابل دیوار سے لگا کھڑا ہانپ رہا تھا اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں۔!
